ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۲۲؍اگست ۲۰۰۳ء | ۲۲؍جمادی الثانی ۱۴۲۴ ہجری قمری ۞ ۲۲؍ظہور ۱۳۸۲ ہجری شمسی | شمارہ ۳۴

پودا لگانے کا اجر

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
جو آدمی کوئی پودا لگاتا ہے تو اس پودے سے جتنا فائدہ حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے برابر اس آدمی کے لئے اجر مقرر کردیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ اُن میں تقویٰ ہے یا نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ کی اہمیت، برکات اور تقویٰ کے حصول کے ذرائع کا اثر انگیز تذکرہ

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء کے موقع پر افتتاحی خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(دوسری اور آخری قسط)

یہ موقع سوا ہمارے رسول علیہ الصلوۃ والتحیات کے کسی اور نبی کو نہ ملا کہ ان کو نبوت کا کام چھوڑنے کے لئے کوئی وعدہ دیا گیا ہو۔ مسیح علیہ السلام کو بھی یہ امر نصیب نہ ہوا۔ دنیا کی تاریخ میں صرف آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہی یہ معاملہ ہوا کہ آپؐ کو سلطنت کا وعدہ دیا گیا، اگر آپ اپنا کام چھوڑ دیں۔ سو یہ عزت ہمارے رسول ﷺ کے ساتھ ہی خاص ہے۔ اسی طرح ہمارے ہادی کامل کو دونوں زمانے تکلیف اور فتح مندی کے نصیب ہوئے، تا کہ وہ دونوں اوقات میں کامل نمونہ اخلاق کا دکھا سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اٹھائیں۔ بعض وقت دنیوی لذات آرام اور طیبات کے رنگ میں بعض وقت عسرت اور مصائب میں۔ تا کہ ان کے دونوں اخلاق کامل نمونہ دکھلا سکیں۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو یہ دونوں باتیں میسر آئیں۔ سو جس قدر ہم آپؐ کے اخلاق پیش کر سکیں گے کوئی اور قوم اپنے کسی نبی کے اخلاق پیش نہ کر سکے گی۔ جیسے مسیح کا صرف صبر ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ مار کھاتا رہا لیکن یہ کہاں سے نکلے گا کہ ان کو طاقت نصیب ہوئی۔ وہ نبی بے شک سچے ہیں۔ لیکن ان کے ہر قسم کے اخلاق ثابت نہیں۔ چونکہ ان کا ذکر قرآن میں آ گیا، اس لئے ہم ان کو نبی مانتے ہیں ورنہ انجیل میں تو ان کا کوئی ایسا خلق ثابت نہیں جیسے اولوالعزم انبیاء کی شان ہوتی ہے۔ ایسا ہی اگر ہمارے ہادی کامل بھی اگر ابتدائی تیرہ برس کی مصائب میں مر جاتے، تو ان کے اور بہت سے اخلاق فاضلہ مسیح کی طرح ثابت نہ ہوتے لیکن دوسرا زمانہ جب فتح کا آیا اور مجرم آپؐ کے سامنے پیش کئے گئے تو اس سے آپؐ کی صفت رحم اور عفو کا کامل ثبوت ملا اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپؐ کے کام کوئی جبر پر نہ تھے، نہ زبردستی تھی بلکہ ہر ایک امر اپنے طبعی رنگ میں ہوا۔ اسی طرح آپؐ کے اور بہت سے اخلاق بھی ثابت ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ ﴿نَحْنُ اَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (حم السجدة:۳۲) کہ ہم اس دنیا میں بھی اور آئندہ بھی متقی کے ولی ہیں سو یہ آیت بھی تکذیب میں ان نادانوں کے ہے جنہوں نے اس زندگی میں نزول ملائکہ سے انکار کیا ہے۔

تقویٰ کی برکات

فرمایا کہ: یہ ایک نعمت ہے کہ ولیوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں۔ آئندہ کی زندگی محض ایمانی ہے، لیکن ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے، نظر آتا ہے اور ان سے باتیں کرتا ہے سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے۔ ایک ولی کا قول ہے کہ جس کو ایک سچا خواب عمر میں نصیب نہیں ہوا اس کا خاتمہ خطرناک ہے جیسے کہ قرآن مومن کے یہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سنو! جس میں یہ نشان نہیں اس میں تقویٰ نہیں سو ہم سب کی یہ دعا چاہئے کہ یہ شرط ہم میں پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام، خواب، مکاشفات کا فیضان ہو کیونکہ مومن کا یہ خاصہ ہے۔ سو یہ ہونا چاہئے۔

بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں مثلاً سورۃ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ (الفاتحہ:۶ ۔ ۷) یعنی ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے۔ یہ اس لئے سکھلائی گئی کہ انسان عالی ہمت ہو کر اس سے خالق کا منشاء سمجھے اور وہ یہ ہے کہ یہ امت بہائم کی طرح

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے مزید فضلوں کے وارث بنیں

مہمانوں کی بھرپور خدمت اور انتظامات کی کامیابی پر کارکنان جلسہ شکریہ کے مستحق ہیں

حمد اور شکر کے مضمون کا قرآن کریم، احادیث نبویہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں ایمان افروز بیان

(خلاصہ خطبہ جمعہ یکم اگست ۲۰۰۳ء)

(لندن ۱۶؍ستمبر): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۸ کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے بخیر و خوبی اختتام کو پہنچنے پر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ اس جلسہ میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش دیکھی اور محسوس کی اور ہر اس شخص نے جس نے ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں جلسہ کی کارروائی دیکھی اس نے اظہار کیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو نازل ہوتے دیکھا۔ آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جسے یہ علم ہے کہ ان نعمتوں اور فضلوں کا شکر کیسے ادا کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت نے دعائیں کیں، اس کے حضور گڑگڑائے اور اس کا فضل اور رحم مانگا۔ اس کے نتیجہ میں اس خدا نے جو وعدوں کا سچا اور تمام

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

زندگی بسر نہ کرے بلکہ اس کے تمام پردے کھل جاویں۔ جیسے کے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولایت بارہ اماموں کے بعد ختم ہوگئی۔ برخلاف اس کے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشاء کے مطابق ہو تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس یہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قُویٰ ملے ہیں جنہوں نے نشوونما پانا ہے اور بہت ترقی کرنا ہے۔ ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں اس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے اس پر نہ صرف ایمان ہی ہو بلکہ اسے بتدریج ان نعماء کا علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے۔

اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم اور خواہش کے مطابق ہر احمدی یقین کے تمام مدارج طے کرنے والا ہو اور آئندہ نسلوں میں بھی اس معیار کو منتقل کرتا چلا جائے۔ اس کے لئے سب سے بڑی کوشش اللہ کے فضلوں کو مانتے ہوئے نسلوں کے دینی معیار کو بلند کرنے اور ان کو اس مادیت کے دَور سے دُور رکھنے کے لئے ان مدارج کے بارہ میں مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ علم کے تین مدارج ہیں۔ علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین۔ مثلاً ایک جگہ سے دھواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کر لینا علم الیقین ہے، لیکن خود آنکھ سے آگ کا دیکھنا عین الیقین ہے ان سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے یعنی آگ میں ہاتھ ڈال کر جلن اور حرقت سے یقین کر لینا کہ آگ موجود ہے۔ پس کیسا وہ شخص بدقسمت ہے جس کو تینوں میں سے کوئی درجہ حاصل نہیں۔ اس آیت کے مطابق جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں وہ کورانہ تقلید میں پھنسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ۶۹) جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہیں دکھلا دیں گے۔ یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہ دعا ہے کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ (الفاتحہ: ۶) سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں دعا بالحاح کرے اور تمنا رکھے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہو جائے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے، فرمایا ﴿مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى﴾ (بنی اسرائیل: ۷۳) کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اس جہان میں بھی اندھا ہے۔ جس کی منشاء یہ ہے کہ اس جہان کے مشاہدہ کے لئے اسی جہان سے ہم کو آنکھیں لے جانی ہیں۔ آئندہ جہان کو محسوس کرنے کے لئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہوگی پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے۔

اندھا کون ہے؟

اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گیا، مسلمان کہلاتا ہے۔ دوسری طرف اسی طرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا، رسول اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اس کی دین سے محبت بھی قابل اعتراض ہے۔ خدا اور رسول کی ہتک کرنے والوں میں اس کا گزر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں۔ اس میں محبت دین نہیں۔ وَ اِلّا محبت والا اپنے محبوب کے برخلاف کیا کچھ پسند کرتا ہے؟ غرض اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے کہ میں تو دینے کو تیار ہوں اگر تو لینے کو تیار ہے۔ پس یہ دعا کرنا ہی اس ہدایت کو لینے کی تیاری ہے۔

اس دعا کے بعد سورہ بقرہ کے شروع میں ہی جو ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرۃ: ۳) کہا گیا، تو گویا خدا تعالیٰ نے دینے کی تیاری کی۔ یعنی یہ کتاب متقی کو کمال تک پہنچانے کا وعدہ کرتی ہے۔ سو اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ کتاب ان کے لیے نافع ہے جو پرہیز کرنے اور نصیحت کے سننے کو تیار ہوں۔ اس درجہ کا متقی وہ ہے جو مخلّی بالطّبع ہو کر حق بات سننے کو تیار ہو۔ جیسے جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو وہ متقی بنتا ہے۔ جب کسی غیر مذہب کے اچھے دن آئے، تو اس میں اتقاء پیدا ہوا۔ عجب، غرور، پندار دور ہوا۔ یہ تمام روکیں تھیں جو دور ہو گئیں۔ ان کے دور ہونے سے تاریک گھر کی کھڑکی کھل گئی اور شعاعیں اندر داخل ہو گئیں۔ یہ جو فرمایا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت ہے یعنی ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ تو اتقاء جو افتعال کے باب سے ہے اور یہ باب تکلف کے لیے آتا ہے یعنی اس میں اشارہ ہے کہ جس قدر یہاں ہم تقوی چاہتے ہیں وہ تکلف سے خالی نہیں، جس کی حفاظت کے لئے اس کتاب میں ہدایات ہیں۔ گویا متقی کو نیکی کرنے میں تکلیف سے کام لینا پڑتا ہے۔

اب پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ گو کہ نمازوں کے بارہ میں آگے ذکر آئے گا۔ لیکن یہاں بھی بیان کر دیتا ہوں۔ کہ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ بعض دفعہ ہمارے سستی ہو جاتی ہے۔ فجر کی نماز ہے۔ رات میں نیند پوری نہ ہوئی ہو تو ادا نہ ہوئی۔ ظہر عصر کی نمازیں ہیں اپنے دنیاوی کاموں کی وجہ سے وقت پر ادا نہیں ہوئیں۔ تو قرآن کریم میں ان کو وقت پر اور باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اس زمانہ میں کیا حالات ہوں گے اور باجماعت قیام کا نماز آسان ہوگا یا مشکل ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود یہ فرضیت اس لئے ہے کہ تکلیف اٹھاؤ گے تو تقویٰ کا اعلیٰ معیار حاصل کرو گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ پانچ وقت کی نمازوں کا التزام باقاعدہ رکھیں تا کہ ہم اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والے اور اس کا قرب پانے والے ہوں۔

اعمال میں اخفاء اچھا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”اسی طرح یہ دنیا کیا ہے۔ ایک قسم کی دار الابتلاء ہے۔ وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر خفیہ رکھے اور ریاء سے بچے۔ وہ لوگ جن کے اعمال للّٰہی ہوتے ہیں وہ کسی پر اپنے اعمال ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ یہی لوگ متقی ہیں“۔

فرمایا: ”میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ کوئی اس کی مدد کرے۔ ایک نے صالح سمجھ کر اس کو ایک ہزار روپیہ دے دیا۔ انہوں نے روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہو گئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہا کہ وہ روپیہ اس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی، چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔ جس پر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے۔ اصل میں روپیہ دینا نہیں چاہتا۔ جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا تو وہ شخص ہزار روپیہ اس کے پاس لایا اور کہا کہ آپ نے سرعام میری تعریف کر کے

نغمۂ وفا

اے مسیحا نفس ، اے مہِ دلبراں
تخت مہدی کے وارث امام الزماں
سیّدی ، مُشفقی ، مُرشدی ، مہرباں
ہم نے بہرِ خدا تیری بیعت جو کی
تُو ہمارا ہوا ، ہم ترے ہو گئے

برقِ رُوحانیت کی عجب رَو چلی
شب گزیدوں کو پھر روشنی مل گئی
قِرمزی شب ہوئی ، دن ہرے ہو گئے
سیّدی ، مُشفقی ، مُرشدی ، مہرباں
تُو ہمارا ہوا ، ہم ترے ہو گئے

تیری مُسکان کی پھوار دل پر گری
گلشنِ جاں میں بادِ صبا چل پڑی
پیار میں تیرے مَن باؤرے ہو گئے
سیّدی ، مُشفقی ، مُرشدی ، مہرباں
تُو ہمارا ہوا ، ہم ترے ہو گئے

زندگی تیرے دم سے بدلنے لگی
عشق تازہ ہوا ، جاں سنبھلنے لگی
کھوٹے سکّے تھے لیکن کھرے ہو گئے
سیّدی ، مُشفقی ، مُرشدی ، مہرباں
تُو ہمارا ہوا ، ہم ترے ہو گئے

لفظ سب ہیں پرانے ، کہانی نئی
آنکھ کے پانیوں کی رَوانی نئی
رُوح کے رنگ ہی دوسرے ہو گئے
سیّدی ، مُشفقی ، مُرشدی ، مہرباں
تُو ہمارا ہوا ، ہم ترے ہو گئے

(جمیل الرحمن ۔ہالینڈ)

مجھے محروم ثوابِ آخرت کیا، اس لئے میں نے یہ بہانہ کیا۔ اب یہ روپیہ آپ کا ہے، لیکن آپ کسی کیا گے نام نہ لیں۔ بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تو قیامت تک موردِ لعن طعن ہوا، کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے۔

ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک بدمعاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے، اسی طرح ایک متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھ لے۔ سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں، لیکن بہرحال تقویٰ کے لئے تکلف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اس جنگ سے باہر ہے۔ جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر اوپر ریاء کا ذکر کیا ہے جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے"۔

ریاء اور حلم کا جنگ

ریاء اور حلم کی جنگ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

"بسااوقات ریاء اور حلم کا جنگ ہو جاتا ہے۔ کبھی انسان کا غصہ کتاب اللہ کے برخلاف ہوتا ہے۔ گالی سن کر اس کا نفس جوش مارتا ہے تقویٰ اس کو سکھلاتا ہے کہ وہ غصہ کرنے سے باز رہے۔ جیسے قرآن کہتا ہے ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (الفرقان: ۷۳) کہ جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ ایسا ہی بے صبری کے ساتھ اسے اکثر جنگ کرنا پڑتا ہے۔ بے صبری سے مراد یہ ہے کہ اس کو راہ تقویٰ میں اس قدر دقتوں کا مقابلہ ہے کہ مشکل سے وہ منزل مقصود پر پہنچتا ہے، اس لئے بے صبر ہو جاتا ہے مثلاً ایک کنواں پچاس ہاتھ تک کھودنا ہے۔ اگر دو چار ہاتھ کے بعد کھودنا چھوڑ دیا جائے، تو محض یہ ایک بدظنی ہے۔ اب تقویٰ کی شرط یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دیئے، ان کو اخیر تک پہنچائے اور بے صبر نہ ہو جاوے۔

پھر فرمایا:

"راہ سلوک میں مبارک قدم دو گروہ ہیں۔ ایک دین العجائز والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں۔ مثلاً احکام شریعت کے پابند ہو گئے اور نجات پا گئے۔ دوسرے وہ جنہوں نیآ گے قدم مارا۔ ہرگز نہ تھکے اور چلتے گئے، حتی کہ منزل مقصود تک پہنچ گئے، لیکن نامراد وہ فرقہ ہے کہ دین العجائز سے تو قدم آگے رکھا، لیکن منزل سلوک کو طے نہ کیا، وہ ضرور دہریہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نمازیں بھی پڑھتے رہے۔ چلہ کشیاں بھی کیں، لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا۔ جیسے ایک شخص منصور مسیح نے بیان کیا کہ اس کی عیسائیت کا باعث یہی تھا کہ وہ مرشدوں کے پاس گیا، چلہ کشی کرتا رہا، لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا، تو بدظن ہو کر عیسائی ہو گیا"۔

"سو جو لوگ بے صبری کرتے ہیں، وہ شیطان کے قبضہ میں آ جاتے ہیں۔ سو متقی کو بے صبری کے ساتھ بھی جنگ ہے۔ بوستان میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہ آواز دیتا کہ تو مردود و مخذول ہے۔ ایک دفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ اگر ملعون ہوں تو ملعون ہی سہی۔ غنیمت ہے کہ مجھ کو ملعون تو کہا جاتا ہے۔ ابھی یہ باتیں مرید سے ہو ہی رہی تھیں کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے۔ سو یہ سب صدق وصبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے۔

کامیابی استقامت پر موقوف ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"یہ جو فرمایا ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ۶۹) یعنی ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پاویں گے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس راہ میں پیمبر کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا ہوگا۔ ایک دو گھنٹے کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں۔ بلکہ جان دینے کے لئے تیار رہنا اس کا کام ہے سو متقی کی نشانی استقامت ہے۔ جیسے کہ فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ (حم السجدہ: ۳۱) یعنی جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے اور استقامت دکھائی اور ہر طرف سے منہ پھیر کر اللہ کو ڈھونڈا۔ مطلب یہ کہ کامیابی استقامت پر موقوف ہے اور وہ اللہ کو پہچاننا اور کسی ابتلاء اور زلازل اور امتحان سے نہ ڈرنا ہے۔ ضرور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مورد مخاطبہ ومکالمہ الٰہی انبیاء کی طرح ہوگا۔

ولی بننے کے لئے ابتلا ضروری ہیں

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچ جائیں اور واصلین سے ہو جاویں۔ ایسے لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں۔ یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جا کر صدہا ولی فی الفور بن گئے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾ (العنکبوت: ۳) یعنی کیا لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے، وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے؟ جب تک انسان آزمایا نہ جاوے فتن میں نہ ڈالا جاوے، وہ کب ولی بن سکتا ہے۔

ایک مجلس میں بایزیدؒ وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا۔ کیونکہ وہ لوگ عیش وعشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں۔ ﴿وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (آل عمران: ۱۴۱) یعنی اور یہ وہ ایام ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحبِ خوارق آ گیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے"۔ اب بھی بعض لوگوں میں یہ نقص پایا جاتا ہے کہ فلاں کا علم ہمارے سے کم ہے اور اس کو فلاں عہدہ ملا ہوا ہے اور ہم سے کوئی خدمت نہیں لی جا رہی۔ بہرحال فرماتے ہیں "یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزیدؒ پر ظاہر کیں تو انہوں نے قصے کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لیمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں، جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا، زمین میں مخفی رہا، خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب وشدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ وتزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا۔ قرآن شریف کو دیکھو کہ خدا کس طرح تم پر راضی ہو، جب تک نبیوں کی طرح تم پر مصائب وزلازل نہ آویں، جنہوں نے بعض وقت تنگ آ کر یہ بھی کہہ دیا ﴿حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ (البقرۃ: ۲۱۵) یہاں تک کہ رسول اور وہ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ سنو! یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔ اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے پھر خدا نے ان کو قبول کیا۔

ایمان بالغیب

ایمان بالغیب کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ تقویٰ جیسا کہ مَیں بیان کر آیا ہوں کسی قدر تکلف کو چاہتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرہ: ۳-۴) یعنی ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اس میں ایک تکلف ہے مشاہدہ کے مقابل ایمان بالغیب لانا ایک قسم کے تکلف کو چاہتا ہے سو متقی کے لئے ایک حد تک تکلف ہے کیونکہ جب وہ صالح کا درجہ حاصل کرتا ہے تو پھر غیب اس کے لئے غیب نہیں رہتا کیونکہ صالح کے اندر سے ایک نہر کھلتی ہے جو اس میں سے نکل کر خدا تک پہنچتی ہے وہ خدا اور اس کی محبت کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے کہ ﴿مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى﴾ (بنی اسرائیل: ۷۳) کہ جو اِسی دنیا میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ اسی سے ظاہر ہے کہ جب تک انسان پوری روشنی اسی جہان میں نہ حاصل کر لے وہ کبھی خدا کا منہ نہ دیکھے گا۔ سو متقی کا یہی کام ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے سرمے تیار کرتا رہے جس سے اس کا روحانی نزول الماء دور ہو جائے۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ متقی شروع میں اندھا ہوتا ہے۔ مختلف کوششوں اور تزکیوں سے وہ نور حاصل کرتا ہے۔ پس جب سوجاکھا ہو گیا اور صالح بن گیا پھر ایمان بالغیب نہ رہا اور تکلف بھی ختم ہو گیا۔ جیسے کہ رسول اکرم ﷺ کو بِرَایِ الْعَیْنِ اسی عالم میں بہشت ودوزخ وغیرہ سب کچھ مشاہدہ کرایا گیا جو متقی کو ایک ایمان بالغیب کے رنگ میں ماننا پڑتا ہے وہ تمام آپ کے مشاہدہ میں آ گیا۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ متقی اگرچہ اندھا ہے اور تکلف کی تکلیف میں ہے لیکن صالح ایک دارالامان میں آ گیا ہے اور اس کا نفس نفس مطمئنہ ہو گیا ہے متقی اپنے اندر ایمان بالغیب کی کیفیت رکھتا ہے وہ اندھادھند طریق سے چلتا ہے اس کو کچھ خبر نہیں ہر ایک بات پر اس کا ایمان بالغیب ہے یہی اس کا صدق ہے اور اس صدق کے مقابل خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ فلاح پائے گا ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (البقرہ: ۶)۔

اقامتِ صلوٰۃ

پھر نماز کے قیام کے بارہ میں آپؑ فرماتے ہیں:

"اس کے بعد متقی کی شان میں آیا ہے ﴿وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ (البقرہ: ۴) یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے یہ بھی اس تکلف کی طرف اشارہ کرتا ہے جو متقی کا خاصہ ہے یعنی جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو طرح طرح کے وساوس کا اسے مقابلہ ہوتا ہے جن کے باعث اس کی نماز گویا بار بار گری پڑتی ہے جس کو اس نے کھڑا کرنا ہے۔ جب اس نے اَللّٰهُ اَكْبَر کہا تو ایک ہجوم وساوس ہے جو اس کے حضور قلب میں تفرق ڈال رہا ہے وہ ان سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے، پریشان ہوتا ہے، ہرچند حضور وذوق کے لئے لڑتا مرتا ہے لیکن نماز جو گری پڑتی ہے بڑی جان کنی سے اسے کھڑا کرنے کے فکر میں ہے۔ بار بار ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کہہ کر نماز کے قائم کرنے کے لئے دعا مانگتا ہے اور ایسے ﴿اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اس کی نماز کھڑی ہو جائے۔ ان وساوس کے مقابل میں متقی ایک بچہ کی طرح ہے جو خدا کیآ گے گڑگڑاتا ہے روتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ﴿اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ (الاعراف: ۱۷۷) ہو رہا ہوں (یعنی زمین کی طرف جھک گیا)۔ سو یہی وہ جنگ ہے جو متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنی ہوتی ہے اور اسی پر ثواب مترتب ہوگا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نماز میں وساوس کو فی الفور دور کرنا چاہتے ہیں' حالانکہ ﴿وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ کی منشاء کچھ اور ہے۔ کیا خدا نہیں جانتا؟ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے کہ ثواب اس وقت تک ہے جب تک مجاہدات ہیں اور جب مجاہدات ختم ہوئے تو ثواب ساقط ہو جاتا ہے۔ گویا صوم و صلوٰۃ اس وقت تک اعمال ہیں جب تک ایک جدوجہد سے وساوس کا مقابلہ ہے لیکن جب ان میں ایک اعلیٰ درجہ پیدا ہو گیا اور صاحب صوم وصلوٰۃ تقویٰ کے تکلف سے بچ کر صلاحیت سے رنگین ہو گیا تو اب صوم وصلوۃ اعمال نہیں رہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے سوال کیا کہ کیا اب نماز معاف ہو جاتی ہے؟ کیونکہ ثواب تو اس وقت تھا جس وقت

تک تکلف کرنا پڑتا تھا۔ سو بات یہ ہے کہ نماز اب عمل نہیں بلکہ ایک انعام ہے۔ یہ نماز اس کی ایک غذا ہے جو اس کے لئے قرۃ العین ہے۔ یہ گویا نقد بہشت ہے۔

مقابل میں وہ لوگ جو مجاہدات میں ہیں وہ کشتی کررہے ہیں اور یہ نجات پاچکا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا سلوک جب ختم ہوا تو اس کے مصائب بھی ختم ہوگئے مثلاً ایک مخنث اگر یہ کہے کہ وہ کبھی کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تو وہ کونسی نعمت یا ثواب کا مستحق ہے۔ اس میں تو صفت بدنظری ہے ہی نہیں، لیکن اگر ایک مرد صاحب رجولیت ایسا کرے تو ثواب پائے گا۔ اسی طرح انسان کو ہزاروں مقامات طے کرنے پڑتے ہیں۔ بعض بعض امور میں اس کی مشاقی اس کو قادر کردیتی ہے۔ نفس کے ساتھ اس کی مصالحت ہوگئی اب وہ ایک بہشت میں ہے لیکن وہ پہلا سا ثواب نہیں رہے گا۔ وہ ایک تجارت کرچکا ہے جس کا وہ نفع اٹھا رہا ہے، لیکن پہلا رنگ نہ رہے گا۔ انسان میں ایک فعل تکلف سے کرتے کرتے طبیعت کا رنگ پیدا ہوجاتا ہے۔ ایک شخص جو طبعی طور سے لذت پاتا ہے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس کام سے ہٹایا جاوے۔ وہ طبعاً یہاں سے ہٹ نہیں سکتا۔ سو اِتِّقَا اور تقویٰ کی حد تک پورا انکشاف نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک قسم کا دعویٰ ہے۔

تو یہاں ان لوگوں کی بھی تسلی ہوجانی چاہئے جو گھبرا گھبرا کر لکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں نماز میں سرور نہیں آتا، توجہ نہیں پیدا ہوتی جو ہم چاہتے ہیں۔ اور بار بار ہماری توجہ اس طرف سے پھر رہی ہوتی ہے۔ بار بار ہم اپنی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرنے کی کوشش کررہے ہوتے ہیں۔ خوفزدہ ہورہے ہوتے ہیں کہ شیطان ہم پر غلبہ پارہا ہے۔ تو مستقل مزاجی شرط ہے۔ یہ طریق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سکھا دیا ہے۔ اس پر قائم رہیں تو اس وقت نمازوں میں سرور بھی آنا شروع ہوجائے گا۔ انشاء اللہ۔

انفاق من رزق اللہ

پھر جو اللہ تعالیٰ نے رزق دیا اس کو کس طرح خرچ کرنا ہے اس بارہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’اس کے بعد متقی کی شان میں ﴿وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرہ:۴) آیا ہے (یعنی اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں)۔ یہاں متقی کے لئے مِمّا کا لفظ استعمال کیا کیونکہ اس وقت وہ ایک اعمٰی کی حالت میں ہے اس لئے جو خدا نے اس کو دیا اس میں سے کچھ خدا کے نام کا دیا۔ حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ رکھتا تو دیکھ لیتا کہ اس کا کچھ بھی نہیں سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہی ہے۔ یہ ایک حجاب تھا جو اِتِّقَا میں لازمی ہے اس حالت اِتِّقَا کے تقاضے نے متقی سے خدا کے دیئے میں سے کچھ دلوایا۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایام وفات میں دریافت فرمایا کہ گھر میں کچھ ہے؟ معلوم ہوا کہ ایک دینار تھا۔ فرمایا کہ یہ سیرت یگانگت سے بعید ہے کہ ایک چیز بھی اپنے پاس رکھی جاوے۔ رسول اکرم ﷺ اِتِّقَا کے درجہ سے گزر کر صلاحیت تک پہنچ چکے تھے، اس لئے مِمّا ان کی شان میں نہ آیا، کیونکہ وہ شخص اندھا ہے جس نے کچھ اپنے پاس رکھا اور کچھ خدا کو دیا، لیکن یہ لازمۂ متقی تھا کیونکہ خدا کی راہ میں دینے سے بھی اسے نفس کے ساتھ جنگ تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کچھ دیا اور کچھ رکھا۔ ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیا اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔

یہاں بھی قرآن کریم نے جو انسان کو تمام مراحل ترقی کے طے کرانے آیا ہے۔ اتقا سے شروع کیا ہے۔ یہ ایک تکلف کا راستہ ہے۔ یہ ایک خطرناک میدان ہے۔ اس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور مقابل بھی تلوار ہے۔ اگر بچ گیا تو نجات پاگیا وَ اِلّا اَسْفَلُ السَّافِلِيْنَ میں پڑگیا۔ چنانچہ یہاں متقی کی صفات میں یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ ہم دیتے ہیں اسے سب کا سب خرچ کردیتا ہے متقی میں اس قدر ایمانی طاقت نہیں ہوتی جو نبی کی شان ہوتی ہے کہ وہ ہمارے ہادیٔ کامل کی طرح کل کا کل خدا کا دیا ہوا خدا کو دے دے۔ اسی لئے پہلے مختصر سا ٹیکس لگایا گیا تا کہ چاشنی چکھ کر زیادہ ایثار کے لئے تیار ہوجاوے۔

اب جماعت پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر مالی قربانی کے اس نقطہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آج کئی ایسے احمدی مل جاتے ہیں جو مستقل مالی قربانیوں کے علاوہ لاکھوں کروڑوں روپے خلیفۂ وقت کو پیش کررہے ہوتے ہیں کہ جہاں چاہیں خرچ کرلیں جبکہ دوسرے اپنی عیاشیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک ایک شخص کے پاس شاید سینکڑوں امیر ترین احمدیوں کے پیسوں کے مقابلہ میں بھی بہت زیادہ پیسہ ہوگا لیکن خدا کی راہ میں ایک احمدی کی قربانی کا شاید ہزارواں بلکہ لاکھواں حصہ بھی وہ خرچ نہیں کرسکتے ۔پس جس فکر اور دعا سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو اس قربانی کی طرف توجہ دلائی ہے اس کام کو، اس تعلیم کو ہم نے آگے چلانا ہے، آگے بڑھانا ہے۔ ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ اپنی نسلوں میں بھی اس ذکر اور دعا کو فکر کے ساتھ قربانی کے معیار کو جاری کریں اور قائم رکھیں بلکہ بڑھائیں کیونکہ زندہ قومیں اپنا قدم آگے بڑھاتی ہیں۔

رزق سے مراد

پھر آپ فرماتے ہیں کہ رزق سے کیا مراد ہے۔ ﴿وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرہ:۴) (یعنی اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں)۔ رزق سے مراد صرف مال نہیں بلکہ جو کچھ ان کو عطا ہوا۔ علم، حکمت، طبابت۔ یہ سب رزق میں ہی شامل ہے۔ اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرنا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

اس کے بعد متقی کے لئے فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ (البقرہ:۵) یعنی وہ متقی ہوتے ہیں جو پہلی نازل شدہ کتب پر اور تجھ پر جو کتاب نازل ہوئی اس پر ایمان لاتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ امر بھی تکلف سے خالی نہیں۔ ابھی تک ایمان ایک محجوبیت کے رنگ میں ہے۔ متقی کی آنکھیں معرفت اور بصیرت کی نہیں۔ اس نے تقویٰ سے شیطان کا مقابلہ کر کے ابھی تک ایک بات کو مان لیا ہے۔ یہی حال اس وقت ہماری جماعت کا ہے۔ انہوں نے بھی تقویٰ سے مانا تو ہے پر ابھی تک وہ نہیں جانتے کہ یہ جماعت کہاں تک نشو و نما الٰہی ہاتھوں سے پانے والی ہے۔ سو یہ ایک ایمان ہے جو بالآخر فائدہ رساں ہوگا۔

یقین کا لفظ جب عام طور پر استعمال ہو تو اس سے مراد اس کا ادنیٰ درجہ ہوتا ہے یعنی علم کے تین مدارج میں سے ادنیٰ درجہ کا علم یعنی علم الیقین۔ اس درجہ پر اِتِّقَا والا ہوتا ہے مگر بعد اس کے عین الیقین اور حق الیقین کا مرتبہ بھی تقویٰ کے مراحل طے کرنے کے بعد حاصل کرلیتا ہے‘‘۔

فرمایا: ’’تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں۔ اس کے ذریعہ سے ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جو انسان کی ہر ایک اندرونی طاقت وقوت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں۔ یہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں اگر اصلاح نہ پائیں گی تو انسان کو غلام کرلیں گی۔ علم وعقل ہی برے طور پر استعمال ہوکر شیطان ہوجاتے ہیں۔ متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور دیگر کُل قُویٰ کی تعدیل کرنا ہے۔

سچے مذہب کی نشانی

سچے مذہب کی کیا نشانی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’سچا مذہب انسانی قویٰ کا مربی ہوتا ہے۔ ایسا ہی جو لوگ انتقام، غضب یا نکاح کو ہر حال میں برا مانتے ہیں، وہ بھی صحیفۂ قدرت کے مخالف ہیں اور قویٰ انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ سچا مذہب وہی ہے جو انسانی قوی کا مربی ہو، نہ کہ ان کا استیصال کرے۔ رجولیت یا غضب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فطرت انسانی میں رکھے گئے ہیں ان کو چھوڑنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے جیسے تارک الدنیا ہونا یا راہب بن جانا۔ یہ تمام امور حق العباد کو تلف کرنے والے ہیں اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا تو گویا اس خدا پر اعتراض ہے جس نے یہ قویٰ ہم میں پیدا کئے۔ پس ایسی تعلیمات جو انجیل میں ہیں اور جن سے قوی کا استیصال لازم آتا ہے ضلالت تک پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی تعدیل کا حکم دیتا ہے ضائع کرنا پسند نہیں کرتا۔ جیسے فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ...... الخ﴾ (النحل:۹۱) یعنی یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے۔ عدل ایک ایسی چیز ہے جس سے سب کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ حضرت مسیح کا یہ تعلیم دینا کہ اگر تو بری آنکھ سے دیکھے تو آنکھ نکال ڈال۔ اس میں بھی قوی کا استیصال ہے کیونکہ ایسی تعلیم نہ دی کہ تو غیر محرم عورت کو ہرگز نہ دیکھ مگر برخلاف اس کے اجازت دی کہ دیکھ تو ضرور لیکن زنا کی آنکھ سے نہ دیکھ۔ دیکھنے سے تو ممانعت ہے ہی نہیں۔ دیکھے گا تو ضرور، بعد دیکھنے کے دیکھنا چاہئے کہ اس کے قویٰ پر کیا اثر ہوگا۔ کیوں نہ قرآن شریف کی طرح آنکھ کو ٹھوکر والی چیز ہی کے دیکھنے سے روکا اور آنکھ جیسی مفید اور قیمتی چیز کو ضائع کردینے کا افسوس لگایا۔

اسلامی پردہ سے مراد

اس ضمن میں اسلامی پردہ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

’’آجکل پردے پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زنداں نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں کیوں کر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو، کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہیں بد نتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی، جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں، تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خَلِيْعُ الرَّسَنْ تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں، تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نیا آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی ہے۔

اب اس ضمن میں ایک اور وضاحت بھی کرتا ہوں۔ یہ اسلامی تعلیم کا جو نقشہ مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا ہے اس پر عمل کرنے کی ہمیں پہلے سے بڑھ کر آج ضرورت ہے جبکہ مادیت کا بہت زور ہے۔ اخلاقی اقدار بالکل ختم ہوچکی ہیں۔ رابطے اتنے بڑھ چکے ہیں کہ مشرق و مغرب کی کوئی تخصیص نہیں رہی۔ اب انٹرنیٹ کو ہی لے لیں جہاں ان کے فوائد ہیں وہاں نقصانات بھی ہیں۔ اب یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ اتفاقاً رابطہ ہوتا ہے، ایک دوسرے کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ بات چیت شروع ہوجاتی ہے۔ اور پھر اب یہ بھی سہولتیں میسر ہیں کہ ایک دوسرے کی تصویر، حرکات و سکنات بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ غلط قسم کے لڑکے مستقل اپنے کمپیوٹر کے سامنے اس لئے بیٹھے ہوتے ہیں کہ کب کسی معصوم لڑکی سے رابطہ ہو اور پھر اس کو ورغلا کر اس کی زندگی برباد کی جائے۔ کئی واقعات ایسے ہوچکے ہیں۔ لڑکیوں کی اس طرح تصویریں بھیجنا بھی بے پردگی کے زمرے میں آتا ہے۔ تو عموماً دیکھا گیا ہے کہ یہ دوستیاں، یہ رشتے نیک نتائج کے حامل نہیں ہوتے۔ ماں باپ خاندانوں کی بدنامی کا باعث ہی ہوتے ہیں اور کبھی اگر رشتے ہو بھی جائیں تو کامیاب نہیں ہوتے۔ احمدی لڑکوں اور لڑکیوں کو اس سے بہرحال اجتناب کرنا چاہئے، بہت احتیاط کرنی چاہئے۔

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آئندہ زمانے میں جوضرورت پیش آنی ہے مبلغین کی بہت بڑی تعداد کی ضرورت ہے اس لئے اس نہج پر تربیت کریں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ اکثریت ان کی تبلیغ کے میدان میں جانے والی ہے

(واقفین نو بچوں کی تربیت کے متعلق متفرق ہدایات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۷/جون ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۷/احسان ۱۳۸۲ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ. ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ. وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ. اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ۔(سورۃ آل عمران ۳۴-۳۵)

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اسلام کی طرف ایک غلط قسم کے جہاد کے تصور کو منسوب کرنے کا ذکر کیا تھا جس نے اسلام کی بہت ہی پیاری محبت سے بھری ہوئی حسین تعلیم کو بعض مفاد پرستوں کے ذاتی مفاد نے انتہائی خوفناک اور بھیانک شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔اور پھر ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی ان کی اصلاح کی کوشش کرے تو کہتے ہیں کہ یہ اسلام دشمن ہیں اور فلاں کے ایجنٹ ہیں اور فلاں کے ایجنٹ ہیں۔ان عقل کے اندھوں کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ اس عمل سے اسلام کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ نئی نسل کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ ماؤں کی گودوں سے ان کے بچے چھین رہے ہیں، بہنوں سے ان کے بھائی جدا کر رہے ہیں اور باپوں سے ان کے بڑھاپے کے سہارے جدا کر کے ان کو دَر دَر کی ٹھوکریں کھلانے کا باعث بن رہے ہیں۔ کیونکہ چھوٹی عمر کے بچوں اور کم عمر کے نوجوانوں کو پہلے یہ دینی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں، مدرسوں میں داخل کرتے ہیں۔ پھر اللہ کی رضا اور ہمیشہ کی جنتوں کا وارث ہونے کا لالچ دے کر مکمل طور پر برین واش (Brain Wash) کر کے اپنے مقاصد میں استعمال کیا جاتا ہے ان بچوں کو۔اور جتنے اس قسم کے لیڈر ہیں کبھی نہیں دیکھیں گے کہ اپنے بچوں کو ایسے کاموں کے لئے بھیجیں۔ کچھ خوف خدا نہیں۔

لیکن اس کے مقابل پر ایک اور قسم کا گروہ ہے جو اسلام کی حقیقی اور حسین تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

قتال اور تلوار کے جہاد کو حرام قرار دے کر کہتا ہے کہ اس سے بڑے جہاد کی طرف آؤ اور اسلام کے محاسن کو دنیا پر ظاہر کرو۔ قرآن کریم کے دلائل دنیا کے سامنے پیش کرو۔ دلائل سے دنیا کا منہ بند کرو۔ محبت سے اور دلائل سے دنیا کے دل جیتو۔اور یہ صرف منہ کی باتیں نہیں ہیں بلکہ دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ اس وقت اسلام کی بقا اور ترقی اسی مسیح محمدیؑ کے ساتھ وابستہ ہے جس نے دلائل سے لوگوں کے دل جیت کر اپنے زیرنگین کیا اور یہ اعلان کیا کہ ”سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے“۔

پس آج اس مسیح موعود کو ماننے والی ماؤں اور باپوں نے خلیفۂ وقت کی تحریک پر انبیاء اور ابرار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسیح موعود کی فوج میں داخل کرنے کے لئے اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے پیش کیا اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ' جیسے حضرت مریم کی والدہ نے یہ التجا کی خدا سے ﴿رَبِّ اِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ. اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾۔ کہ اے میرے رب جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے مَیں تیرے لئے پیش کر رہی ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کیا چیز ہے۔لڑکی ہے کہ لڑکا ہے۔ اچھا ہے یا برا ہے۔ مگر جو کچھ ہے مَیں تمہیں دے رہی ہوں۔ ﴿فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ﴾ مجھ سے قبول فرما۔ ﴿اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ تُو بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ .... یہ دعا خدا تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر لیا۔اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاء کی دعائیں اپنی اولاد کے متعلق، یہ ساری قرآن کریم میں محفوظ ہیں۔ بعض جگہ آپ کو ظاہر طور پر وقف کا مضمون نظر آئے گا اور بعض جگہ نہیں آئے گا جیسا کہ یہاں آیا ﴿مُحَرَّرًا﴾ اے خدا! مَیں تیری پناہ میں اس بچے کو وقف کرتی ہوں۔ لیکن بسا اوقات آپ کو یہ دعا نظر آئے گی کہ اے خدا! جو نعمت تُو نے مجھے دی ہے، وہ میری اولاد کو بھی دے اور ان میں بھی انعام جاری فرما۔ ...... پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چلّہ کشی کی تھی وہ بھی اسی مضمون کے تحت آتی ہے۔ آپ چالیس دن یہ گریہ وزاری کرتے رہے دن رات کہ اے خدا! مجھے اولاد دے اور وہ دے جو تیری غلام ہو جائے، میری طرف سے ایک تحفہ ہو تیرے حضور، تو یہ ہے سنت انبیاء، سنت ابرار۔

اور اس زمانہ میں اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ ہے احمدی ماؤں اور باپوں کا عمل، خوبصورت عمل، جو اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ جہاد میں حصہ لے رہے ہیں لیکن علمی اور قلمی جہاد میں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل ہو کر۔اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا طریق کامیاب ہونے والا نہیں۔ جس طرح دکھاوے کی نمازوں میں ہلاکت ہے اسی طرح اس دکھاوے کے جہاد میں بھی سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ لیکن جن ماؤں اور جن باپوں نے قربانی سے سرشار ہو کر، اس جذبہ سے سرشار ہو کر، اپنے بچوں کو خدمت اسلام کے لئے پیش کیا ہے ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں کیونکہ کچھ عرصہ بھی اگر توجہ نہ دلائی جائے تو بعض دفعہ والدین اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں اس لئے گو کہ شعبہ وَقفِ نَو توجہ دلاتا رہتا ہے لیکن پھر بھی مَیں نے محسوس کیا کہ کچھ اس بارہ میں عرض کیا جائے۔ اس ضمن میں ایک اہم بات جو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کے الفاظ میں مَیں پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:

”اگر ہم ان واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے ہیں اس لئے والدین کو چاہئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتادِ طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہئے کہ مَیں نے تو اپنی صاف نیت سے خدا کے حضور ایک تحفہ پیش کرنا چاہا تھا مگر بدقسمتی سے اس بچے میں یہ یہ باتیں ہیں اگر ان کے باوجود جماعت اس کے لینے کے لئے تیار ہے تو مَیں حاضر ہوں ورنہ اس وقف کو منسوخ کر دیا جائے۔

(خطبہ جمعہ ۱۰/فروری ۱۹۸۹ء)

والدین نے تو اپنے بچوں کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ جماعت نے ان کی صحیح تربیت اور اٹھان کے لئے پروگرام بھی بنائے ہیں لیکن بچہ نظام جماعت کی تربیت میں تو ہفتہ میں چند گھنٹے ہی رہتا ہے۔ ان چند گھنٹوں میں اس کی تربیت کا حق ادا تو نہیں ہوسکتا اس لئے یہ بہرحال ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت پر توجہ دیں۔ اور اس کے ساتھ پیدائش سے پہلے جس خلوص اور دعا کے ساتھ بچے کو پیش کیا تھا اس دعا کا سلسلہ مستقلاً جاری رکھیں یہاں تک کہ بچہ ایک مفید وجود بن کر نظام جماعت میں سمویا جائے۔ بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کی آخری سانس تک ان کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ بگڑتے پتہ نہیں لگتا اس لئے ہمیشہ انجام بخیر کی اور اس وقف کو آخر تک نبھانے کی طرف والدین کو بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

چند باتیں جو تربیت کے لئے ضروری ہیں اب مَیں آگے واقفین نو بچوں کی تربیت کے لئے جو والدین کو کرنا چاہئے اور یہ ضروری ہے پیش کرتا ہوں۔

اس میں سب سے اہم بات وفا کا معاملہ ہے جس کے بغیر کوئی قربانی، قربانی نہیں کہلا سکتی۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے الفاظ میں چند باتیں کہوں گا ۔ آپ نے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

’’واقفین بچوں کو وفا سکھائیں۔ وقف زندگی کا وفا سے بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ واقف زندگی جو وفا کے ساتھ آخری سانس تک اپنے وقف کے ساتھ نہیں چمٹتا، وہ الگ ہوتا ہے تو خواہ جماعت اس کو سزا دے یا نہ دے وہ اپنی روح پر غداری کا داغ لگا لیتا ہے اور یہ بہت بڑا داغ ہے۔ اس لئے آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اپنے بچوں کو وقف کرنے کا، یہ بہت بڑا فیصلہ ہے۔ اس فیصلے کے نتیجہ میں یا تو یہ بچے عظیم اولیاء بنیں گے یا پھر عام حال سے بھی جاتے رہیں گے اور ان کو شدید نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ جتنی بلندی ہو، اتنی ہی بلندی سے گرنے کا خطرہ بھی بڑھ جایا کرتا ہے۔ اس لئے بہت احتیاط سے ان کی تربیت کریں اور ان کو وفا کا سبق دیں اور بار بار دیں۔ اپنے بچوں کو سطحی چالاکیوں سے بھی بچائیں۔ بعض بچے شوخیاں کرتے ہیں اور چالاکیاں کرتے ہیں اور ان کو عادت پڑ جاتی ہے۔ وہ دین میں بھی پھر ایسی شوخیوں اور چالاکیوں سے کام لیتے رہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ان شوخیوں کی تیزی خود ان کے نفس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس لئے وقف کا معاملہ بہت اہم ہے۔ واقفین بچوں کو یہ سمجھائیں کہ خدا کے ساتھ ایک عہد ہے جو ہم نے تو بڑے خلوص کے ساتھ کیا ہے لیکن اگر تم اس بات کے متحمل نہیں ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ایک گیٹ(Gate) اور بھی آئے گا۔ جب یہ بچے بلوغت کے قریب پہنچ رہے ہوں گے، اس وقت دوبارہ جماعت ان سے پوچھے گی کہ وقف میں رہنا چاہتے ہو یا نہیں چاہتے؟۔ وقف وہی ہے جس پر آدمی وفا کے ساتھ تادم آخر قائم رہتا ہے۔ ہر قسم کے زخموں کے باوجود انسان گھسٹتا ہوا بھی اسی راہ پر بڑھتا ہے، واپس نہیں مڑا کرتا‘‘۔ (خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ ۱۰/فروری ۱۹۸۹ء)

اس کے علاوہ ایک اور اہم بات اور یہ بھی میرے نزدیک انتہائی اہم باتوں میں سے ایک ہے بلکہ سب سے اہم بات ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔ اس کی عادت بھی بچوں کو ڈالنی چاہئے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے۔ اگر خود وہ نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے۔ نہیں تو صرف ان کی کھوکھلی نصیحتوں کا بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ: ’’بچپن سے تربیت کی ضرورت پڑتی ہے، اچانک بچوں میں یہ عادت نہیں پڑا کرتی۔ اس کا طریقہ آنحضرت ﷺ نے یہ سمجھایا ہے کہ سات سال کی عمر سے اس کو ساتھ نماز پڑھانا شروع کریں اور پیار سے ایسا کریں۔ کوئی سختی کرنے کی ضرورت نہیں، کوئی مارنے کی ضرورت نہیں، محبت اور پیار سے اس کو پڑھاؤ، اس کو عادت پڑ جاتی ہے۔ دراصل جو ماں باپ نمازیں پڑھنے والے ہوں ان کے سات سال سے چھوٹی عمر کے بچے بھی نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ ہم نے تو گھروں میں دیکھا ہے اپنے نواسوں وغیرہ کو بالکل چھوٹی عمر کے ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو سال کی عمر کے ساتھ آ کے تو نیت کر لیتے ہیں اور نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کو اچھا لگتا ہے دیکھنے میں، خدا کے حضور اٹھنا، بیٹھنا، جھکنا ان کو پیارا لگتا ہے اور وہ ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ نماز نہیں، محض ایک نقل ہے جو اچھی نقل ہے۔ لیکن جب سات سال کی عمر تک بچہ پہنچ جائے تو پھر اس کو باقاعدہ نماز کی تربیت دو۔ اس کو بتاؤ کہ وضو کرنا ہے، اس طرح کھڑے ہونا ہے، قیام وقعود، سجدہ وغیرہ سب اس کو سمجھاؤ۔ اس کے بعد وہ بچہ اگر دس سال کی عمر تک، پیار و محبت سے سیکھتا رہے، پھر دس اور بارہ کے درمیان اس پر کچھ سختی بے شک کرو۔ کیونکہ وہ کھلنڈری عمر ایسی ہے کہ اس میں کچھ معمولی سزا، کچھ سخت الفاظ کہنا یہ ضروری ہوا کرتا ہے بچوں کی تربیت کے لئے۔ تو جب وہ بلوغ کو پہنچ جائے، بارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے پھر اس پر کوئی سختی کی اجازت نہیں۔ پھر اس کا معاملہ اور اللہ کا معاملہ ہے اور جیسا چاہے وہ اس کے ساتھ سلوک فرمائے۔ تو انسانی تربیت کا دائرہ یہ سات سال سے لے کر بلکہ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے پہلے سے بھی شروع ہو جاتا ہے، بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد بھی تربیت تو جاری رہتی ہے مگر وہ اور رنگ ہے۔ انسان اپنی اولاد کا ذمہ دار بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک ہے۔

بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو کہنے میں چھوٹی ہیں لیکن اخلاق سنوارنے کے لحاظ سے انتہائی ضروری ہیں مثلاً کھانا کھانے کے آداب ہیں یہ ضرور سکھانا چاہئے۔ اب یہ ایسی بات ہے جو گھر میں صرف ماں باپ ہی کر سکتے ہیں یا ایسے سکول اور کالجز جہاں ہوسٹل ہوں اور بڑی کڑی نگرانی ہو وہاں یہ آداب بچوں کو سکھائے جاتے ہیں لیکن عموماً ایک بہت بڑی تیسری دنیا کے سکولوں کی تعداد ایسی ہے جہاں ان باتوں پر اس طرح عمل نہیں ہوتا اس لئے بہرحال یہ ماں باپ کا ہی فرض بنتا ہے۔ لیکن یہاں مَیں ضمناً یہ ذکر کرنا چاہوں گا۔ ربوہ کی ایک مثال ہے مدرسۃ الحفظ کی جہاں پانچویں کلاس پاس کرنے کے بعد بچے داخل ہوتے ہیں۔ مختلف گھروں سے، مختلف خاندانوں سے، مختلف ماحول سے، دیہاتوں سے، شہروں سے بچے آتے ہیں لیکن وہاں میں نے دیکھا ہے کہ ان کی تربیت ماشاءاللہ ایسی اچھی ہے اور ان کی ایسی اعلیٰ نگرانی ہوتی ہے اور ان کو ایسے اچھے اخلاق سکھائے گئے ہیں حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ۔ اتنے سلجھے ہوئے طریق سے بچے کھانا کھاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ باوجود مختلف قسم کے بچوں کے ماحول ہے کہ مثلاً یہی ہے کہ بسم اللہ پڑھ کے کھائیں، اپنے سامنے سے کھائیں، ڈش میں سے سالن اگر اپنی پلیٹ میں ڈالنا ہے تو اتنی مقدار میں ڈالیں جو کھایا جائے۔ دوبارہ ضرورت ہو تو دوبارہ ڈال دیا جائے۔ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا ہے، کھانا ختم کرنے کے بعد کی دعا۔ تو یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں تو بہرحال بچپن سے ہی وقف نو بچوں کو تو خصوصاً اور عموماً ہر ایک کو سکھانی چاہئیں۔ تو بہرحال یہ جو مدرسۃ الحفظ کی مَیں نے مثال دی ہے اللہ کرے کہ یہ سلسلہ جو انہوں نے تربیت کا شروع کیا ہے جاری رہے اور والدین بھی اپنے بچوں کی اسی نہج پر تربیت کریں۔

پھر یہ ہے کہ بعض بچوں کو بچپن میں عادت ہوتی ہے اور یہ ایسی چھوٹی سی بات ہے کہ بعض دفعہ والدین اس پر نظر ہی نہیں رکھتے کہ کھانا کھانے کے بعد گندے ہاتھوں کے ساتھ بچے مختلف چیزوں پر ہاتھ لگا دیتے ہیں اسے بھی ہلکے سے پیار سے سمجھائیں۔ تو یہ ایسی عادتیں ہیں جو بچپن میں ختم کی جا سکتی ہیں اور بڑے ہو کر یہ اعلیٰ اخلاق میں شمار ہو جاتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بچوں میں اخلاق حسنہ کی آبیاری کی اہمیت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ہر وقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے۔ اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ سے ملنی چاہئے۔ جس طرح ریڈی ایشن کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے، اس طرح پرورش کرنے والی باپ کی بانہوں میں سچائی اس بچے کے دل میں ڈوبنی چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ واقفین نو بچوں کے والدین کو یہ نوٹ کرنے والی بات ہے کہ والدین کو پہلے سے بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ ضروری نہیں کہ سب واقفین زندگی کے والدین سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر قائم ہوں جو اعلیٰ درجہ کے مومنوں کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اب ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی۔ اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر، مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے اور اس مقدس امانت کے کچھ تقاضے ہیں جن کو بہرحال آپ نے پورا کرنا ہے۔ اس لئے ایسے گھروں کے ماحول، سچائی کے لحاظ سے نہایت صاف ستھرے اور پاکیزہ ہو جانے چاہئیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: قناعت کے متعلق مَیں نے کہا تھا اس کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہئے۔ عقل اور فہم کے ساتھ اگر والدین شروع سے تربیت کریں تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ غرض دیانت اور امانت کے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔

علاوہ ازیں بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔ ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رُو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

اس کے علاوہ واقفین بچوں میں سخت جانی کی عادت ڈالنا، نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا، اطفال الاحمدیہ سے وابستہ کرنا، ناصرات سے وابستہ کرنا، خدام الاحمدیہ سے وابستہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

(اقتباسات ازخطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مورخہ ۱۰/جنوری ۱۹۸۹ء)

اب یہ ایسی چیزیں ہیں بعض واقفین نو بچے سمجھتے ہیں کہ صرف ہماری علیحدہ کوئی تنظیم ہے جو جماعت کی باقاعدہ ذیلی تنظیمیں ہیں ان کا حصہ ہیں واقفین نو بچے بھی۔

پھر بچپن سے ہی کردار بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ مَیں اس لئے حوالے حضور کے بھی ساتھ دے رہا ہوں کہ یہ تحریک ایک بہت بڑی تحریک تھی جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائی۔ اور اس کے فوائد تو اب سامنے نظر آنا شروع ہو گئے ہیں اور آئندہ زمانوں میں انشاءاللہ آپ دیکھیں گے کہ کس کثرت سے اور بڑے پیمانہ پر اس کے فوائد نظر آئیں گے۔ انشاءاللہ۔

فرمایا کہ: بچپن میں کردار بنائے جاتے ہیں۔ دراصل اگر تاخیر ہو جائے تو بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ محاورہ ہے کہ گرم لوہا ہو تو اس کو موڑ لینا چاہئے۔ لیکن یہ بچپن کا لوہا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک لمبے عرصہ تک نرم ہی رکھتا ہے اور اس نرمی کی حالت میں اس پر جو نقوش آپ قائم کر دیتے ہیں وہ دائمی ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے وقت ہے تربیت کا اور تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لے لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔ یہاں پھر والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہے یہ دو نسلوں کے رابطے کے وقت ایک ایسا اصول ہے جس کو بھلانے کے نتیجہ میں قومیں بھی ہلاک ہو سکتی ہیں اور یاد رکھنے کے نتیجہ میں ترقی بھی کر سکتی ہیں۔ ایک نسل اگلی نسل پر جو اثر چھوڑا کرتی ہے اس میں عموماً یہ اصول کارفرما ہوتا ہے کہ بچے ماں باپ کی کمزوریوں کو پکڑنے میں تیزی کرتے ہیں اور ان کی باتوں کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ اگر باتیں عظیم کردار کی ہوں اور بیچ میں سے کمزوری ہو تو بچہ بیچ کی کمزوری کو پکڑے گا۔ اس لئے یاد رکھیں کہ بچوں کی تربیت کے لئے آپ کو اپنی تربیت ضروری کرنی ہوگی۔ ان بچوں کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچو تم سچ بولا کرو، تم نے مبلغ بننا ہے۔ تم بددیانتی نہ کیا کرو، تم نے مبلغ بننا ہے۔ تم غیبت نہ کیا کرو، تم لڑا نہ کرو، تم جھگڑا نہ کیا کرو کیونکہ تم وقف ہو اور یہ باتیں کرنے کے بعد فرمایا کہ پھر ماں باپ ایسا لڑیں، جھگڑیں، پھر ایسی مغلظات بکیں ایک دوسرے کے خلاف، ایسی بے عزتیاں کریں کہ وہ کہیں کہ بچے کو تو ہم نے نصیحت کر دی اب ہم اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ جو اُن کی اپنی زندگی ہے وہی بچے کی زندگی ہے۔ جو فرضی زندگی انہوں نے بنائی ہوئی ہے کہ یہ کرو، بچے کو کوڑی کی بھی اس کی پروا نہیں۔ ایسے ماں باپ جو جھوٹ بولتے ہیں وہ لاکھ بچوں کو کہیں کہ جب تم جھوٹ بولتے ہو تو بڑی تکلیف ہوتی ہے، تم خدا کے لئے سچ بولا کرو، سچائی میں زندگی ہے۔ بچہ کہتا ہے ٹھیک ہے یہ بات لیکن اندر سے وہ سمجھتا ہے کہ ماں باپ جھوٹے ہیں اور وہ ضرور جھوٹ بولتا ہے۔ اس لئے دو نسلوں کے جوڑ کے وقت یہ اصول کارفرما ہوتا ہے اور اس کو نظرانداز کرنے کے نتیجہ میں آپس میں خلا پیدا ہو جاتے ہیں‘‘۔

(اقتباسات ازخطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ ۸/ستمبر ۱۹۸۹ء)

تو واقفینِ نَو بچوں کے والدین کو اس سے اپنی اہمیت کا اندازہ بھی ہو گیا ہوگا کہ اپنی تربیت کی طرف کس طرح تربیت دینی چاہئے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے حضور کے الفاظ میں۔ اپنے گھر کے ماحول کو ایسا پرسکون اور محبت بھرا بنائیں کہ بچے فارغ وقت میں گھر سے باہر گزارنے کے بجائے ماں باپ کی صحبت میں گزارنا پسند کریں۔ ایک دوستانہ ماحول ہو۔ بچے کھل کر ماں باپ سے سوال بھی کریں اور ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہر قسم کی باتیں کر سکیں۔ اس لئے ماں باپ دونوں کو بہرحال قربانی دینی پڑے گی۔ جو عہد اپنے ربّ سے والدین نے باندھا ہے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے بہرحال والدین نے بھی قربانی دینی ہے۔ اور یہ آپ پہلے بھی سن چکے ہیں اور حضور نے یہی نصیحت فرمائی ہے والدین کو بھی، مَیں بھی یہی کہتا ہوں۔ بعض دفعہ بعض والدین اپنے حقوق تو چھوڑتے نہیں بلکہ ناجائز غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن زور یہ ہوتا ہے کہ چونکہ ہمارے بچے وقف نو میں ہیں اس لئے ہم نے اگر کوئی غلطی کر بھی لی ہے تو ہم سے نرمی کا سلوک کیا جائے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ بات واضح کروں کہ کسی بھی قسم کی برائی دل میں تب راہ پاتی ہے جب اس کے اچھے یا برے ہونے کی تمیز اٹھ جائے۔ بعض دفعہ ظاہراً ہر قسم کی نیکی ایک شخص کر رہا ہوتا ہے۔ نماز یں بھی پڑھ رہا ہے، مسجد جا رہا ہے، لوگوں سے اخلاق سے بھی پیش آ رہا ہے لیکن نظام جماعت کے کسی فرد سے کسی وجہ سے ہلکا سا شکوہ بھی پیدا ہو جائے یا اپنی مرضی کا کوئی فیصلہ نہ ہو تو پہلے تو اس عہدیدار کے خلاف دل میں ایک رنجش پیدا ہوتی ہے۔ پھر نظام کے بارہ میں کہیں ہلکا سا کوئی فقرہ کہہ دیا، اس عہدیدار کی وجہ سے۔ پھر گھر میں بچوں کے سامنے بیوی سے یا کسی اور عزیز سے کوئی بات کر لی تو اس طرح اس ماحول میں بچوں کے ذہنوں سے بھی نظام کا احترام اٹھ جاتا ہے۔ اس احترام کو قائم کرنے کے لئے بہرحال بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے الفاظ میں یہ نصیحت آپ تک پہنچاتا ہوں۔

’’بہت ضروری ہے کہ (واقفینِ نَو کو) نظام کا احترام سکھایا جائے۔ پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے، جو قریب کا دیکھنے والا ہے اُس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں، ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجے میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔...... ان کو سمجھائیں کہ اصل محبت تو خدا اور اس کے دین سے ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے خدائی جماعت کو نقصان پہنچتا ہو۔ آپ کو اگر کسی کی ذات سے تکلیف پہنچی ہے یا نقصان پہنچا ہے تو اس کا ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ کو حق ہے کہ اپنے ماحول، اپنے دوستوں، اپنے بچوں اور اپنی اولاد کے ایمانوں کو بھی آپ زخمی کرنا شروع کر دیں۔ اپنے زخم حوصلے کے ساتھ اپنے تک رکھیں اور اس کے اندمال کے جو ذرائع باقاعدہ خدا تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں ان کو اختیار کریں‘‘۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰/ فروری ۱۹۸۹ء)

پھر ایک عام بات ہے جس کی طرف والدین کو توجہ دینی ہوگی۔ وہ ہے اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں، انہیں متقی بنائیں۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک والدین خود متقی نہ ہوں۔ یا متقی بننے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ جب تک عمل نہیں کریں گے منہ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر بچہ دیکھ رہا ہے کہ میرے ماں باپ اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، اپنے بہن بھائیوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر میاں بیوی میں، ماں باپ میں ناچاقی اور جھگڑے شروع ہو رہے ہیں۔ تو پھر بچوں کی تربیت اور ان میں تقویٰ پیدا کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے بچوں کی تربیت کی خاطر ہمیں بھی اپنی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ بچوں میں تقویٰ کس طرح پیدا کیا جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

’’واقفین نو بچوں کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے ساتھ ایسی حرکتیں نہ کریں جن کی وجہ سے ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت ہی عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو اور اس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر جائیں پھر یہ آپ کی ہاتھ میں کھیلنے کے بجائے خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے، سارے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

مراحل ہٹ جائیں گے۔ رسمی طور پر تحریک جدید سے بھی واسطہ رہے گا یعنی وکالت وقف نو سے۔ اور نظام جماعت سے بھی واسطہ رہے گا۔ مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں لا ڈالیں خدا ان کو سنبھالتا ہے، خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے، خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدا نے نگہداشت فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں:

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے　　گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار

پس ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک راہ ہے کہ ہم اپنے وجود کو اور اپنے واقفین کے وجود کو خدا کے سپرد کر دیں اور خدا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگیں''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

پھر بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کریں کہ تم واقف زندگی ہو اور فی زمانہ اس سے بڑی کوئی اور چیز نہیں۔ اپنے اندر قناعت پیدا کرو، نیکی کے معاملہ میں ضرور اپنے سے بڑے کو دیکھو اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ لیکن دنیاوی دولت یا کسی کی امارت تمہیں متأثر نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھو اور خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین کی خدمت کی توفیق دی ہے۔ اور اس دولت سے مالا مال کیا ہے۔ کسی سے کوئی توقع نہ رکھو۔ ہر چیز اپنے پیارے خدا سے مانگو۔ ایک بڑی تعداد ایسے واقفین نو بچوں کی ہے جو ماشاء اللہ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ ان کو خود بھی اب ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

ضمناً یہ بات بھی کر دوں کہ حضور رحمہ اللہ نے بھی ایک دفعہ اظہار فرمایا تھا کہ واقفین نو بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد جو ہے ان کی تربیت ایسے رنگ میں کرنی چاہئے اور ان کے ذہن میں یہ ڈالنا چاہئے کہ انہیں مبلغ بننا ہے۔ اور آئندہ زمانے میں جو ضرورت پیش آنی ہے مبلغین کی بہت بڑی تعداد کی ضرورت ہے اس لئے اس نہج پر تربیت کریں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ اکثریت ان کی تبلیغ کے میدان میں جانے والی ہے اور اس لحاظ سے ان کی تربیت ہونی چاہئے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ اقتباسات پڑھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقت اسلام ہے، دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے اور اس کی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضاء وقدر کے اُمور بہ دل و جان قبول کئے جائیں۔ اور نہایت نیستی اور تذلّل سے ان سب حکموں اور حدّوں اور قانونوں اور تقدیروں کو بہ ارادتِ تامّہ سر پر اٹھا لیا جاوے اور نیز وہ تمام پاک صداقتیں اور پاک معارف جو اُس کی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علوّ مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء اور نعمآء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں، بخوبی معلوم کر لی جائیں۔

دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے، دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں''۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰)

پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے۔ اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے۔ اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔

اعتقادی طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور عملی طور پر اس طرح سے کہ خالصتاً للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر یک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجالاوے مگر ایسے ذوق وشوق وحضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے''۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷۔۵۸)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے ﴿اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْن﴾۔ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی نہیں پا سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف مَیں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں''۔ (الحکم جلد ۴ نمبر ۳۱ بتاریخ ۳۱/اگست ۱۹۰۰ء صفحہ ۴)

پھر آپؑ نے فرمایا:

''نہایت امن کی راہ یہی ہے کہ انسان اپنی غرض کو صاف کرے اور خالصتاً رو بخدا ہو۔ اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو صاف کرے اور بڑھائے اور وجہ اللّٰہ کی طرف دوڑے۔ وہی اس کا مقصود اور محبوب ہو اور تقویٰ پر قدم رکھ کر اعمال صالحہ بجالاوے۔ پھر سنت اللہ اپنا کام کرے گی۔ اس کی نظر نتائج پر نہ ہو بلکہ نظر تو اسی ایک نقطہ پر ہو، اس حد تک پہنچنے کے لئے اگر یہ شرط ہو کہ وہاں پہنچ کر سب سے زیادہ سزا ملے گی تب بھی اسی کی طرف جاوے یعنی کوئی ثواب یا عذاب اس کی طرف جانے کا اصل مقصد نہ ہو، محض خدا تعالیٰ ہی اصل مقصد ہو۔ جب وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف آئے گا اور اس کا قرب حاصل ہوگا تو یہ وہ سب کچھ دیکھے گا جو اس کے وہم وگمان میں بھی کبھی نہ گزرا ہوگا اور کشوف اور خواب تو کچھ چیز ہی نہ ہوں گے۔ پس مَیں تو اس راہ پر چلانا چاہتا ہوں اور یہی اصل غرض ہے''۔

(الحکم جلد ۱۰ مورخہ ۱۰/دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۴)

❁❁❁......✵✵✵......❁❁❁

نماز جنازہ حاضر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۳۱/جولائی بروز جمعرات قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم ناصر الدین امجد صاحب** کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم مورخہ ۲۵ جولائی ۲۰۰۳ء کو جلسہ سالانہ یوکے، کے دنوں میں ڈیوٹی کے دوران کار کے حادثہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ایک مخلص جوان تھے جو تعمیر بیت الفتوح میں بھی کام کیا کرتے تھے اور نائب قائد ایثار انصار اللہ یوکے بھی تھے۔ آپ نے اپنی اہلیہ مکرمہ آنسہ امجد کے علاوہ تین بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۲) مکرم پرویز اختر عابد۔ آپ مورخہ ۲۷/جولائی ۲۰۰۳ء کو بقضائے الٰہی انتقال کر گئے۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر ۵۱ سال تھی۔ آپ ڈیڑھ سال تک MTA میں بھی خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ آپ ساؤتھ آل جماعت کے ممبر تھے۔ آپ نے اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

اس موقع پر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:۔

(۱) مکرم بریگیڈیئر افتخار احمد میر صاحب آف راولپنڈی کو ۱۷ جولائی ۲۰۰۳ء کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۶۴ سال تھی۔ آپ مکرم کیپٹن احمد دین صاحب کے بیٹے تھے۔ آپ کو فوجی خدمات پر ستارہ بسالت کا اعزاز ملا۔ آپ مخلص فدائی احمدی تھے۔ آپ نے وفات سے دو دن قبل سال بھر کا چندہ ادا کر دیا تھا۔ اور پہلے بھی آپ کا یہی طریق تھا۔ آپ کی والدہ بفضل خدا حیات ہیں۔ آپ نے دو بیٹے بھی یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ آپ کے لواحقین کو راضی برضا رکھے اور قربانی کے ثمرات سے نوازے۔ آمین

(۲) مکرمہ مسز شمیم قمر صاحبہ۔ صدر لجنہ ٹیکسلہ مورخہ ۲۴ جون ۲۰۰۳ء کو کار کے حادثہ میں زخمی ہوئیں اور ۲۵ جون کو وفات پا گئیں۔ آپ مخلص خاتون تھیں جو جماعتی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔

(۳) مکرم مسز روبینہ مقصود شاہ صاحبہ۔ سابق صدر لجنہ ٹیکسلہ بھی ۲۴ جون ۲۰۰۳ء کو کار کے حادثہ میں زخمی ہوئیں اور ۲۵ جون کو انتقال کر گئیں۔ آپ مکرم سید مسعود مبارک شاہ صاحب مرحوم (سابق ناظر بیت المال) کی بہو تھیں۔ نہایت مخلص، دعا گو، نیک دل خاتون تھیں۔

(۴) مکرم عبد الشکور عاصم صاحب۔ (ابن عبد الکریم مرحوم آف کنری سندھ) ۶ جولائی بروز اتوار کو حرکت قلب بند ہو جانے سے نماز سنٹر Wiesbaden جرمنی میں وفات پا گئے۔ آپ ماہانہ اجلاس عام میں شامل تھے اور ضیافت کا بندوبست کر رہے تھے۔ نہایت ملنسار، مہمان نواز طبیعت کے مالک تھے۔ جماعتی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

مرحوم نے بیوہ کے علاوہ چار بیٹے جو وقف نو میں شامل ہیں یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب مرحومین کی مغفرت فرمائے، اعلیٰ علّیین میں مقام عطاء فرمائے۔ اور ان کے بچوں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین۔

✵✵✵✵

بقیہ: افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر ۴

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ نے جس قدر قوی عطا فرمائے، وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔ اسی لئے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کرایا۔ جیسے فرمایا ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (المومنون:۲) اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا۔ ﴿وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (البقرہ:۶) یعنی وہ لوگ جو تقوی پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطرات نفس بلاسوچے، گزشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں‘‘۔ ایمان بالغیب کی طرف اشارہ ہے۔ ’’اور آخرکار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جارہی ہے اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پاچکے ہیں، اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں تقوی کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقوی کے وصایا بھی دیئے۔

اہل تقویٰ کے لئے ایک اہم شرط

سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقوی ہے یا نہیں‘‘۔

’’اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقوی کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے، کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے‘‘۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ:

’’میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے، ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے، اس کی دل جوئی کرے، اس کی بات کی عزت کرے، کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ۔ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الحجرات:۱۲) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسَّاقْ و فُجَّارْ کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے، وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو، تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ (الحجرات:۱۴) یعنی بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے بن جائیں، آپس میں ایک دوسرے کے لئے عزت و احترام دلوں میں پیدا کرلیں تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ بھائی بھائی کا احترام کرے، خاوند بیوی ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرنے والے اور احترام کرنے والے بن جائیں تو ایک حسین معاشرہ انشاء اللہ قائم ہو جائے گا۔

متقی کون ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقوی کو چاہتا ہے جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت ﷺ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے، لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا ان صدقوں کے باعث جو ان کی فطرت میں تھے۔ یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے، انہوں نے اپنے صدق و تقوی سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی صدق و وفا دیکھئے! آپؐ نے ہر قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے، لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (الاحزاب:۵۷) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ آپ کی ہمت و صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں، تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خود حضرت مسیح کے وقت کو دیکھ لیا جاوے کہ ان کی ہمت یا روحانی صدق و وفا کا کہاں تک اثر ان کے پیروؤں پر ہوا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایک بدروش کو درست کرنا کس قدر مشکل ہے۔ عادات راسخہ کا گنوانا کیسا محالات سے ہے، لیکن ہمارے مقدس نبی ﷺ نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا، جو حیوانوں سے بدتر تھے۔ بعض، ماؤں اور بہنوں میں حیوانوں کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے، مردوں کا مال کھاتے۔ بعض ستارہ پرست، بعض دہریہ، بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تھا ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا‘‘۔

نبی کریمؐ کا عظیم الشان معجزہ

’’ہمارے نبی اکملؐ کی برکات جس قدر ظہور میں آئیں اگر تمام خوارق کو الگ کر دیا جائے تو صرف آپ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اگر کوئی اس حالت پر غور کرے، جب آپؐ آئے۔ پھر اس حالت کو دیکھے، جو آپؐ چھوڑ گئے تو اس کو ماننا پڑے گا کہ یہ اثر بذات خود ایک اعجاز تھا، اگرچہ کل انبیاء عزت کے قابل ہیں لیکن ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (الجمعہ:۵) یعنی یہ اللہ کا فضل ہے، وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو نبوت تو درکنار خدائی کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا۔ آپؐ ہی کی تعلیم سے ﴿قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ﴾ (الاخلاص) کا پتہ لگا۔ یعنی تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

اگر تورات میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی اور قرآن مجید اس کی تصریح ہی کرتا تو نصاریٰ کا وجود ہی کیوں ہوتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں سب سچائیاں ہیں۔ غرض قرآن شریف نے جس قدر تقوی کی راہیں بتلائیں اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے ایک جاہل، عالم اور فلسفی کی پرورش کے راستے ہر طبقے کے سوالات کے جوابات غرضیکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا، جس کی اصلاح کے طریق نہ بتائے۔ یہ ایک صحیفہ قدرت تھا۔ جیسے کہ فرمایا ﴿فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ﴾ (البینہ:۴) یہ وہ صحیفے ہیں، جن میں کل سچائیاں ہیں۔ یہ کیسی مبارک کتاب ہے کہ اس میں سب سامان اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کے موجود ہیں۔

مسیح و مہدی

فرماتے ہیں:

’’لیکن افسوس ہے کہ جیسے حدیث میں آیا ہے کہ ایک درمیانی زمانہ آوے گا جو فیج اعوج ہے‘‘۔ یعنی بگڑے ہوئے لوگوں کا زمانہ۔ ’’یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک میرا زمانہ برکت والا ہے ایک آنے والے مسیح و مہدی کا۔ مسیح و مہدی کوئی دو الگ اشخاص نہیں ان سے مراد ایک ہی ہے مہدی ہدایت یافتہ سے مراد ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسیح مہدی نہیں۔ مہدی مسیح ہو یا نہ ہو لیکن مسیح کے مہدی ہونے سے انکار کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے یہ دو الفاظ سب و شتم کے مقابل بطور ذب کے رکھے ہیں کہ وہ کافر، ضال، مضل نہیں۔ بلکہ مہدی ہے چونکہ اس کے علم میں تھا کہ آنے والے مسیح و مہدی کو دجال و گمراہ کہا جائے گا، اس لئے اس کو مسیح و مہدی کہا گیا دجال کا تعلق ﴿اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ﴾ (الاعراف:۱۷۷) سے تھا اور مسیح کا رفع آسمانی ہونا تھا۔ سو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا اس کی تکمیل دو ہی زمانوں میں ہونی تھی۔ ایک آپؐ کا زمانہ اور ایک آخری مسیح و مہدی کا زمانہ۔ یعنی ایک زمانہ میں تو قرآن اور سچی تعلیم نازل ہوئی لیکن اس تعلیم پر فیج اعوج کے زمانہ نے پردہ ڈال دیا۔ جس پردہ کا اٹھایا جانا مسیح کے زمانہ میں مقدر تھا۔ جیسے کہ فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک تو موجودہ جماعت یعنی جماعت صحابہ کرامؓ کا تزکیہ کیا اور ایک آنے والی جماعت کا جس کی شان میں ﴿لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ﴾ (الجمعہ:۴) آیا ہے یعنی جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ یہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے بشارت دی کہ ضلالت کے وقت اللہ تعالیٰ اس دین کو ضائع نہ کرے گا۔ بلکہ آنے والے زمانہ میں خدا تعالیٰ حقائق قرآنیہ کو کھول دے گا۔ آثار میں ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ فضیلت ہوگی کہ وہ قرآنی فہم اور معارف کا صاحب ہوگا اور صرف قرآن سے استنباط کرکے لوگوں کو ان کی غلطیوں سے متنبہ کرے گا جو حقائق قرآن کی ناواقفیت سے لوگوں میں پیدا ہوگئی ہوں گی۔

جہاد کی حقیقت

اب جہاد کی حقیقت کے بارہ میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ بعض مصالح کے رو سے ایک فعل کرتا ہے اور آئندہ جب وہ فعل معرض اعتراض ٹھہرتا ہے تو پھر وہ فعل نہیں کرتا۔ اولاً ہمارے رسول اکرم ﷺ نے کوئی تلوار نہ اٹھائی مگر ان کو سخت سے سخت تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ تیرہ سال کا عرصہ ایک بچے کو بالغ کرنے کے لیے کافی ہے اور حضرت مسیح کی میعاد تو اگر اس میعاد میں

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

سے دس نکال دیں تو پھر بھی کافی ہوتی ہے۔غرض اس لمبے عرصے میں کوئی یا کسی رنگ کی تکلیف نہ تھی جو اٹھانی نہ پڑی ہو۔آخر کار وطن سے نکلے تو تعاقب ہوا دوسری جگہ پناہ لی ،تو دشمن نے وہاں بھی نہ چھوڑا جب یہ حالت ہوئی تو مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لیے حکم ہوا۔﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ۔ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْامِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَااللّٰہُ﴾ (الحج ۴۰:۔۴۱) کہ جن لوگوں کے ساتھ لڑائیاں خواہ مخواہ کی گئیں اور گھروں سے ناحق نکالے گئے ،صرف اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔سو یہ ضرورت تھی کہ تلوار اٹھائی گئی۔ وَاِلاَّ حضرت کبھی تلوار نہ اٹھاتے۔ہاں ہمارے زمانہ میں ہمارے برخلاف قلم اٹھائی گئی ہے،قلم سے ہم کو اذیت دی گئی اور سخت ستایا گیا،اس لئے اس کے مقابل پر قلم ہی ہمارا حربہ ہے"۔

جماعت کے لئے نصیحت

جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے،اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے۔ اہل بیت زیادہ مؤاخذہ کے لائق تھے۔وہ لوگ جو دور ہیں،وہ قابل مؤاخذہ نہیں،لیکن تم ضرور ہو۔اگر تم میں ان پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں ،تو تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔تم ہزاروں کے زیر نظر ہو۔ وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات وسکنات کو دیکھ رہے ہیں۔وہ سچے ہیں۔جب مسیح کے ساتھی صحابہؓ کے ہمدوش ہونے لگے ہیں،تو کیا آپ ویسے ہیں؟ جب آپ لوگ ویسے نہیں،تو قابل گرفت ہیں۔گو یہ ابتدائی حالت ہے لیکن موت کا کیا اعتبار ہے۔موت ایک ایسا ناگزیر امر ہے جو ہر شخص کو پیش آتا ہے۔جب یہ حالت ہے تو پھر آپ کیوں غافل ہیں۔جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا،تو یہ امر دوسرا ہے،لیکن جب آپ میرے پاس آئے ،میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا،تو گویا من وجہٍ آپ نے صحابہ کرامؓ کے ہمدوش ہونے کا دعویٰ کر دیا۔تو کیا صحابہؓ نے کبھی صدق ووفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا،ان میں کوئی کسل تھا،کیا وہ دلآزار تھے؟ کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے، بلکہ ان میں پرلے درجہ کا انکسار تھا۔سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ،تو گھبراؤ نہیں۔﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔وہ پہلے کیا تھے۔ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔پھر آنحضرت ﷺ نے آبپاشی کی۔آپ نے ان کے لئے دعائیں کیں۔بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو،تہجد میں اٹھو،دعا کرو،دل کو درست کرو،کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول وفعل کو بناؤ۔یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجاء خدا کے سامنے لائے گا اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو کیا کوئی ولی بننا ہے؟ افسوس انہوں نے کچھ قدر نہ کی۔بے شک انسان نے (خدا کا) ولی بننا ہے۔اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا تو خدا بھی اس کی طرف چلے گا۔اور پھر ایک جگہ پر اس کی ملاقات ہوگی۔اس کی اس طرف حرکت خواہ آہستہ ہوگی لیکن اس کے مقابل خدا تعالیٰ کی حرکت بہت جلد ہوگی،چنانچہ یہ آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُم......الخ﴾ (العنکبوت :۷۰) یعنی وہ لوگ جو ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں،ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔سو جو جو باتیں میں نے آج وصیت کی ہیں ان کو یاد رکھو کہ ان ہی پر مدار نجات ہے۔تمہارے معاملات خدا اور خلق کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جن میں رضاء الٰہی مطلق ہی ہو۔پس اس سے تم نے ﴿وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ...... الخ﴾ کے مصداق بننا ہے۔ یعنی انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔

اب آخر میں ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں حسب روایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس جلسے سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔" (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

پھر فرمایا: "اس جلسے کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلے کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷/ دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ قومیں اس میں شامل ہو رہی ہیں پس ان کی تربیت کے لئے ہم، جن پر ایک عرصہ احمدیت پر قائم رہتے ہوئے ہو گیا ہے، ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اپنی اصلاح کی زیادہ کوشش کریں،تقویٰ پر قائم ہوں تا کہ ان آنے والوں کی بھی صحیح تربیت کر سکیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور ہم میں سے ہر ایک جو اس جلسہ میں شامل ہے یا جو دنیا میں کہیں بھی اس جلسہ کی کاروائی کو سن رہا ہے وہ گواہی دے کہ اے مسیح آخر الزمان اللہ تعالیٰ نے اسلام کی جس حسین تعلیم کو آنحضرت ﷺ پر اتارا تھا اور آپ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق جس طرح ہماری اصلاح کے لئے ....آپ نے اس تعلیم کو ہم تک پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔............اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس خوبصورت تعلیم کو آپ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق، جو......مسیح موعود ہیں اور حکم وعدل ہیں دنیا کے کونے کونے تک پہنچاتے چلے جائیں اور تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے اکٹھا کر دیں۔جلسہ کے ان ایام میں جب کہ آپ محض دینی اغراض کے لئے اکٹھا ہوئے ہیں مکمل طور پر جلسہ کے پروگراموں سے فائدہ اٹھائیں۔ ہر تقریر میں ہر خطاب میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوتی ہے جو علم میں ،تقویٰ میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ان دنوں میں ذکر الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں،دعاؤں پر زور دیں،دعاؤں پر زور دیں،دعاؤں پر زور دیں،اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جلسہ کی حقیقی برکات سے فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا فرمائی۔

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی ۔لندن)

ڈیپریشن کا علاج کیسے کیا جائے

ڈیپریشن کا علاج کتنی دیر تک کرنا چاہیے

ڈیپریشن کا علاج کرنے والوں کو سب سے بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جونہی مریض کی طبیعت سنبھلتی ہے تو اسے دوا کا استعمال کرتے جانا بے معنی لگتا ہے اور کئی مریض باوجود ڈاکٹری مشورہ کے کورس ختم ہونے سے قبل ہی دوائی چھوڑ دیتے ہیں۔اس کی پیچیدگی یہ ہوتی ہے کہ ایک بڑی تعداد ایسے مریضوں کی دوبارہ ڈیپریشن کا شکار ہو جاتی ہے جسے Relapse کہتے ہیں اور تب موئثر علاج قدر مشکل ہو جاتا ہے۔اسلئے ڈاکٹروں کا مشورہ یہی ہوتا ہے کہ علاج شروع کرنے کے بعد ڈیپریشن کی گولیاں کم از کم چھ ماہ تک کھانی پڑیں گی۔اسکے باوجود بھی کچھ مریض دوا چھوڑنے پر دوبارہ ڈیپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔مشہور جریدہ لانسٹ (Lancet) کے حالیہ شمارہ میں ایک تحقیق کے نتائج چھپے ہیں جو ڈپریشن کے علاج پر مزید روشنی ڈالتے ہیں ۔محققین نے ۳۱ مختلف تحقیقات کے نتائج کو سامنے رکھا جو قریباً ۴۵۰۰ مریضوں پر مشتمل تھیں ۔اگر ڈیپریشن کا علاج بذریعہ ادویات جاری رہے تو ڈپریشن ہونے کے بعد Relapse ہونے کی شرح ۷۰ فیصد کم ہو جاتی ہے۔اور ۳ سال تک علاج جاری رکھا جائے تو یہ فائدہ برقرار رہتا ہے (اس سے زیادہ وقت کا فائدہ تحقیق کے کوائف سے باہر تھا)۔

مردوں میں گنجاپن

مردوں میں گنجاپن عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا ہے اور ۷۰ سال کی عمر میں صرف ۱۵ سے ۲۰ فیصد ایسے مرد ہونگ جن کے سر پر پورے بال ہونگے۔اور کم از کم آدھے ایسے ہوں گے جن کا گنجاپن خاصا بڑھا ہوا ہوگا۔مردانہ گنجاپن عموماً کن پٹیوں سے شروع ہوتا ہے اور ماتھے کے ساتھ جو بالوں کی سر حد ہے قہ پیچھے ہٹتی جاتی ہے۔اسکے علاوہ سر کی چوٹی سے بھی بال کم ہونے لگتے ہیں۔یہ گنجاپن خاندانی بھی ہے اور کچھ اثر ہارمون کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اچھی طرح معلوم نہیں کیا جا سکا کہ یہ ہارمون جنہیں Andro gens کہتے ہیں کیسے کام کرتے ہیں۔یعنی دوسرے علاقوں میں بالوں کو بڑہاتے ہیں مثلاً داڑھی کے لیکن سر کے بالوں کو باریک اور کم کرتے ہیں یہاں تک کہ گنجاپن ظاہر ہو جاتا ہے۔اسکے علاج کیلئے کئی طریقے ایجاد کئے گئے ہیں جنمیں سے سرجری کے ذریعہ بالوں کی جڑوں کو Implant کرنا بھی ہے۔کچھ ادویات بھی ایجاد ہوئی ہیں لیکن انکے اثرات اتنے خوشکن اور دیرپا نہیں جتنی توقع کی جاتی ہے۔بہترین دوائیوں میں سے ایک کا نام Finasterde ہے۔یہ دراصل پراسٹیٹ کے بڑھ جانے کیلئے مردوں میں استعمال کی جاتی ہے۔لیکن معلوم ہوا ہے کہ کم خوراک میں اسکا ایک سائیڈ ایفکٹ سر کے بالوں کو بڑھانا تھا۔اسلئے اب اسے Propecia کے نام سے باقاعدہ فروخت کیا جاتا ہے۔ایک ماہ کی خوراک کا خرچ قریباً تیس پاؤنڈ ہے۔(یعنی دو ہزار سات سو روپے) یہ دو لگاتار کھانی پڑتی ہے۔دو سال کے استعمال کے بعد قریباً ۸۰ فیصد مردوں کے بال گرنے سے رک جاتے ہیں یعنی انکا گنجاپن بڑھنے سے رک جاتا ہے اور دو تہائی مریضوں کے بال بڑھنے لگ جاتے ہیں۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

خلافتِ رابعہ کے مبارک دور میں چینیوں میں تبلیغ اور چینی ڈیسک کا قیام

(محمد عثمان چو - انچارج چینی ڈیسک)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی خلافت کے ابتداء میں ہی چین میں تبلیغ کی طرف توجہ فرمائی۔اس زمانہ میں ایک چینی مسلمان کراچی آئے تھے۔ ان کی ملاقات حضور سے ہوئی۔تبلیغ کے ذکر پر حضور نے ان سے فرمایا تھا کہ میرے اندر تبلیغ کے لئے ایک آگ لگی ہوئی ہے کہ تمام دنیا کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچاؤں۔چنانچہ حضور نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ کراچی میں کام کی بجائے ربوہ آجاؤں اور وہاں رہ کر صرف اور صرف چینی زبان میں لٹریچر تیار کروں تاکہ اس کے ذریعہ چینیوں میں تبلیغ کا سامان ہوسکے۔لہٰذا خاکسار نے حضور کی ہدایت پر ربوہ جا کر تصنیف کا کام شروع کر دیا۔سب سے پہلے ایک کتاب Islam Among Religions ''اسلام اور دیگر مذاہب'' لکھنی شروع کی اسکا پہلا نام ''ظہور امام مہدی کے تعلق میں اسلام پر ایک نظر'' رکھا گیا تھا۔ساتھ ساتھ حسب ارشاد ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کی نظر ثانی بھی جاری رکھی۔حضور وقتاً فوقتاً تفصیلی ہدایات سے نوازتے رہے۔ جب حضور ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو ہدایت فرمائی کہ خاکسار قرآن کریم کے چینی زبان میں ترجمہ کا کام شروع کرے۔چونکہ ربوہ میں رہتے ہوئے چینی زبان کا لٹریچر چھپوانا اور حضور سے ہدایات لینا مشکل تھا اس لئے ۱۹۸۶ء میں خاکسار کو لندن بلوا لیا اور باقاعدہ چینی ڈیسک کا آغاز فرمایا۔بعد میں کام کی وسعت کے پیش نظر مکرم رشید احمد ارشد صاحب کو بھی لندن بلا لیا گیا جو میرے ساتھ چینی ڈیسک میں کام کرتے ہیں۔

جب IIslam Among Religions کا کام اور قرآن کریم کا ترجمہ مکمل ہو گیا تو حضور نے خاکسار کو طباعت کے لئے سنگاپور اور چین بھجوایا جہاں سے بذریعہ خط و کتابت حضور سے ہدایات لیتا رہا۔اور الحمدللہ کہ جوبلی کے سال ۱۹۸۹ء میں یہ ترجمہ قرآن مکمل ہو گیا۔اسی طرح منتخب آیات، منتخب احادیث اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شائع ہو گئیں۔

اسکے بعد لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کا پروگرام بنایا گیا۔ اور دنیا میں جہاں جہاں چینی آباد ہیں خصوصاً چین میں قرآن کریم کا چینی ترجمہ اور دیگر لٹریچر بھجوانا شروع کر دیا۔ ہمارے ترجمہ قرآن کریم کا چینیوں خصوصاً مسلمانوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔قرآن کریم کے چینی ترجمہ کی تعریف میں بے شمار خطوط موصول ہوئے اور لوگ لٹریچر کا مطالبہ کرنے لگے۔اکثر لوگوں کی رائے میں یہ ترجمہ اور نوٹس چینی تراجم میں سب سے اعلیٰ ہے۔لوگوں نے خریدنے کی خواہش بھی کی اور خود چھپوانے کی اجازت بھی مانگی۔اور ایک شخص نے تو بغیر اجازت ہی شائع کر دیا اور قیمت بہت زیادہ رکھی۔

Islam Among Religions کے متعلق فارموسا سے بھی خط آیا کہ ایسی کتاب اسلامی لٹریچر میں پہلے موجود نہیں ہے۔فارموسا کی سب سے بڑی مسجد کے امام جو رابطہ عالم اسلامی کے ممبر بھی ہیں نے لکھا کہ Islam Among Religions ایسی کتاب ہے جس میں امام مہدیؑ اور دیگر عقائد کا ذکر ہے۔اس قسم کی کتاب اس سے قبل کسی نے نہیں لکھی۔

- حضور نے آئندہ چینی زبان کے ماہرین تیار کرنے کے لئے بھی سکیم تیار فرمائی اور وقتاً فوقتاً واقفینِ زندگی کو زبان سیکھنے کے لئے چین بھجوانا شروع کیا،اسی طرح یہ تحریک بھی فرمائی کہ دنیا کے احمدی اپنے واقف زندگی بچوں کو چینی زبان سکھانے کا انتظام کریں۔
- ربوہ میں بھی واقفین نو کے لئے چینی زبان سکھانے کا انتظام کیا گیا چنانچہ اسوقت بعض ممالک میں واقفین نو چینی زبان سیکھ رہے ہیں۔
- جب MTA شروع ہوا تو حضور انور نے اس میں چینی زبان سکھانے کا پروگرام بھی رکھا۔اور MTA کے ذریعہ چینیوں کو تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ایک تو چینی زبان سکھانے کا پروگرام شروع کرایا اور دوسرے چینی زبان کے لٹریچر سے ان کو متعارف کرانے کے لئے ایک پروگرام تیار ہوا جو آجکل بھی MTA پر نشر کیا جاتا ہے جس مین مختلف چینی کتب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔
- حضور انور کے ارشاد پر چینی لٹریچر کی آڈیو اور ویڈیو بھی تیار کی گئیں جو مختلف ممالک کو بھجوائی جاتی ہیں۔
- حضور انور نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ چینیوں تک پیغام پہنچایا جائے۔چنانچہ جتنا لٹریچر تیار ہو چکا ہے اسے انٹرنیٹ میں ڈالنے کا کام جاری ہے کیونکہ چین میں تبلیغ کی ممانعت ہے۔
- حضور انور کی بڑی خواہش تھی کی جتنا بھی چینی زبان کا لٹریچر تیار ہوا ہے اسے کثیر تعداد میں چین کے اندر طبع کر کے تقسیم کیا جائے۔اس مقصد کے لئے اور حالات کا جائزہ لینے کے لئے خاکسار اور مکرم رشید احمد ارشد صاحب کو چین بھی بجھوایا لیکن افسوس کہ اجازت نہ مل سکی۔اگرچہ اپنے طور پر ایک چینی نے بغیر اجازت ہی ہمارا ترجمہ قرآن شائع کر دیا گو اسکی طباعت کا معیار اچھا نہیں ہے۔غرض پہلے تبلیغ محدود تھی۔اب انٹرنیٹ کے ذریعہ رستہ کھل گیا ہے۔ایم ٹی اے کی اگرچہ وہاں نشریات نہیں دیکھی جاتیں لیکن انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعہ ہمارا لٹریچر وہاں پہنچنا شروع ہو گیا ہے جس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔
- حضور انور کی یہ بھی خواہش تھی کہ کسی وقت خود چین جا کر تبلیغ کو وسیع کرنے کے پروگرام کا جائزہ لیا جائے لیکن حالات نے اجازت نہ دی۔مگر حضور انور کی خواہش کسی حد تک اسطرح پوری ہوئی کہ حضور انور نے چینی قوم کے لئے ایک پیغام کتابچہ کی صورت میں تیار کروایا ''withLove to the Chines brothers''۔حضور وقتاً فوقتاً یہ اظہار فرماتے رہے کہ چین کا سفر کیا جائے اور سفر کے امکان کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا۔جب پاکستان اور یوکے میں چین سے کوئی وفد حضور انور سے ملاقات کے لئے آتا تھا تو حضور بڑی دلچسپی کا اظہار فرماتے تھے۔اسطرح وقتاً فوقتاً چینیوں کے خوشی کے مواقع میں شامل ہوتے۔ان کو تحفے تحائف بھی عطا فرماتے تھے۔

سنگاپور کے چینیوں کی طرف توجہ

حضور انور نے سنگاپور کو چینیوں میں تبلیغ کے لئے مرکز قرار دیا چنانچہ خاکسار کو چینی لٹریچر کی اشاعت کے کام کے لئے سنگاپور بھجوایا۔اکثر چینی لٹریچر وہاں ہی تیار ہوا اور پھر وہاں سے ساری دنیا میں پھیلایا گیا۔جماعت کے دوسرے مشنوں کو بھی یہیں سے یا یوکے سے لٹریچر بھجوایا جاتا رہا۔حضور انور جب بھی سنگاپور تشریف لے جاتے رہے چینیوں میں تبلیغ کے لئے ہدایات دیتے رہے۔خصوصاً جب چینی ترجمہ قرآن کریم کی طباعت وہاں ہو رہی تھی تو حضور انور خود جائزہ لیتے اور ہدایت دیتے رہے۔اور اس کام کے لئے خاکسار کو دو مددگار عطا فرمائے یعنی انڈونیشیا کے مشنری عزیزم خیر الدین صاحب اور ملائشیا کے عزیزم عین الیقین صاحب۔

ملائشیا اور انڈونیشیا کے چینیوں کی طرف توجہ

ان دونوں ملکوں میں کثیر تعداد میں چینی آباد ہیں۔ان کے لئے چینی لٹریچر سے فائدہ اٹھانا آسان ہے۔وہاں کے کتب خانوں میں بھی چینی کتب رکھوائی گئیں۔وہاں کے مسلمان چینی لٹریچر سے فائدہ اٹھاتے ہیں حتیٰ کہ ایک چینی امام جو ملائشیا حکومت کی طرف سے مقرر ہیں انہوں نے ہمارے قرآن کریم کے چینی ترجمہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ وہ اس سے بہت فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

انڈونیشیا میں تو یہاں تک کوشش کی گئی کہ ہمارا ترجمہ چھپوایا جائے۔اور ملائشیا میں ایک مرتبہ کنفیوشس ازم کے متعلق انٹرنیشنل کانفرنس ہوئی تھی۔اس میں سنگاپور کی چینی یونیورسٹی کے شعبہ چینی کے سربراہ نے کثیر تعداد میں ہمارا چینی ترجمہ قرآن تقسیم کیا۔

ہانگ کانگ اور مکاؤ میں تبلیغ

حضور کی ہدایت پر خاکسار اور مکرم رشید احمد ارشد صاحب نے ہانگ کانگ اور مکاؤ کا سفر بھی کیا۔پھر بعد میں حضور انور نے عزیزم میر ظفر اللہ خان صاحب اور عزیزم طارق سعید صاحب کو ہانگ کانگ بھجوایا جنہوں نے حسب ارشاد وہاں باقاعدہ نظام جماعت قائم کیا۔اسطرح چینی لٹریچر کثیر تعداد ہانگ کانگ پہنچایا گیا جہاں سے دوسری جگہ بھی سپلائی کیا گیا۔ہانگ کانگ اور مکاؤ دونوں جگہ مسلمانوں سے رابطے کئے گئے۔لٹریچر تقسیم کیا گیا اور لائبریریوں اور دکانوں میں لٹریچر رکھوایا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں ہی دراصل چینی زبان کے لٹریچر کی تیاری کا کام زور شور سے شروع ہوا اور چینیوں میں تبلیغ کا کام وسیع ہوا۔

جن کتب کا ترجمہ اور طباعت ہو چکی ہے انکی فہرست درج ذیل ہے۔

1.The Holy Quran Arabic Text with Chinese Translation & Commentry

قرآن کریم مع نوٹس:۔

یہ قرآن کریم کے رواں چینی ترجمہ پر مشتمل ہے۔ہر سورۃ کے شروع میں اسکا تعارف اور گزشتہ سورۃ سے تعلق بیان کیا گیا ہے۔نیچے حاشیہ میں منتخب اہم آیات پر نوٹس دیئے گئے ہیں جس میں حل لغات، آیات کی تشریح وغیرہ موجود ہے۔اسطرح Cross Refrence کے لئے بھی آیات و سور کے نمبر درج ہیں جس سے قاری کو ایک مضمون کی آیات ڈھونڈنے میں بے حد آسانی ہو جاتی ہے۔قرآن کریم کے آخر میں مضامین کے مطابق انڈکس بھی تیار کیا گیا ہے۔

2.Slected verses

منتخب آیات:

۲۰ مختلف عناوین کے تحت منتخب آیات مع چینی ترجمہ تحریر کی گئی ہیں۔خصوصا اللہ، ملائکہ، قرآن کریم، انبیاء، جہاد اور پیشگوئیاں وغیرہ موضوعات پر آیات پیش کی گئی ہیں۔

3. Slected sayings of the Holy Prophet s.w

منتخب احادیث:

۹۳ احادیث منتخب کر کے مختلف عناوین کے تحت ان کو چینی ترجمہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

4.Slected writings of the Promised Messiah

منتخب تحریرات حضرت مسیح موعودؑ:۔

اس میں ۲۴ مختلف عناوین کے تحت حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے منتخبہ حصے مع چینی ترجمہ پیش کئے گئے ہیں۔مثلاً اللہ، حضرت نبی کریم ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ کا مشن، ملائکہ، وحی، حیات بعد الموت کے مضامین کے متعلق حضورؑ کی تحریرات درج کی گئی ہیں۔

5.The philosophy of the teachings of Islam .

اسلامی اصول کی فلاسفی:۔

حضرت مسیح موعودؑ کے شہرہ آفاق لیکچر کا چینی ترجمہ ہے جو حضورؑ نے جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ ۱۸۹۶ء کے لئے تحریر فرمایا تھا۔جس میں پانچ سوالات کا جواب دیا گیا ہے۔یعنی:

- ......انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔
- ......انسان کی زندگی کے بعد کی حالت
- ......دنیا میں انسان کی ہستی کی غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہوسکتی ہے۔
- ......کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوگا۔
- ......علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

یہی وہ لیکچر تھا جس کے متعلق دنیا نے تسلیم کیا کہ یہی ان سوالات کا مکمل جواب تھا اور یہی اس کانفرنس کا سب سے اعلیٰ لیکچر تھا جو سب سے بالا رہا۔ اس لیکچر سے قرآن کریم کی سچائی اور عظمت کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا۔

6. Four questions of Sirajuddin a christian answered.

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب:۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کردہ کتاب کے چینی ترجمہ پر مشتمل ہے۔ اسمیں حضورؑ نے پروفیسر سراج الدین کے چار سوالوں کا جواب تحریر فرمایا۔اور عیسائیوں کے عقیدہ کفّارہ کا رد فرمایا نیز نجات کا حقیقی مفہوم بیان فرمایا۔اسطرح آنحضرت ﷺ کی بعثت کی ضرورت اور قرآن کریم کی تعلیم کی برتری ثابت فرمائی ہے۔

7.Revelation- its nature and characteristic

اس مختصر کتابچہ میں وحی اور الہام کے متعلق اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''براہین احمدیہ'' سے منتخب کر کے پیش کئے گئے ہیں۔

8-Absolute Justice ,kindness and kinship

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ایک جلسہ سالانہ کے خطاب کا چینی ترجمہ ہے۔اس میں حضور نے تخلیق کائنات ،زندگی کے ارتقاء اور پھر آخر میں انسانی پیدائش میں توازن اور عدل کے کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ساری کائنات کا نظام عدل پر قائم ہونا یہی توازن وعدل انسانی جسم کو زندہ رکھتا ہے اور اسی سے قدرت کے قوانین وجود پذیر ہوتے ہیں۔

9.With love to the Chinese brothers

یہ محبت اور بھائی چارے کا وہ پیغام ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے چینی بھائیوں کو دیا۔اور فرمایا کہ چین میرے آباؤ اجداد کا ملک ہے اور میں اس پیغام کے ذریعہ اپنے بھائیوں سے ذہنی اور روحانی رابطہ قائم کرنے کا خواہاں ہوں۔

اس کتاب میں جماعت احمدیہ اور بانیء جماعت کا تعارف کروایا گیا ہے اور احمدی اور غیر احمدی نقطہءنظر کا حسین موازنہ پیش کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ احمدیہ جماعت ہی حقیقی اسلام پر قائم ہے۔اس لئے سبکو اس جماعت کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔

حضور انور نے اس میں چینی قوم کے نام پیغام دیتے ہوئے فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چین میرے آباء واجداد کا ملک ہے۔میرے آباء واجداد منگولیا چین کے ایک حکمران خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے جدامجد حاجی برلاس سلطان تیمور کے چچا تھے اور سولہویں صدی کی ابتداء میں حاجی برلاس کی اولاد میں سے مرزا ہادی بیگ نے ہندوستان ہجرت کی اور صوبہ پنجاب میں دریائے بیاس کے پاس ایک جگہ رہائش اختیار کی اور اس جگہ کا نام ''اسلام پور'' رکھا۔بعد ازاں انہیں قاضی کا عہدہ ملنے کے بعد اس جگہ کا نام ''اسلام پور قاضی'' تبدیل ہو گیا جسے بعد میں مقامی لوگوں نے صرف ''قاضی'' کے نام سے شہرت دی اور پھر یہ تلفظ بگڑتے بگڑتے ''قادیان'' بن گیا۔میرے دادا مرزا غلام احمد صاحب ،میرے والد مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور میں اسی جگہ پیدا ہوئے۔

بنی نوع انسان سے محبت کرنا اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔اسی لئے مومن بنی نوع انسان سے پیار کرتے ہیں اور میں اسی محبت کی وجہ سے سالہا سال سے اس جدوجہد میں مصروف ہوں کہ دنیا کی ہر قوم تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ان سے رابطہ کیا جائے ،یعنی وہی اسلام جس پر میں خود ایمان رکھتا ہوں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

میرے عزیز بھائیو اور بہنو! آپ جو ملک چین میں رہتے ہیں۔بعض وجوہات کی بناء پر آپ تک ذاتی رابطہ کے ذریعہ میں ان مذہبی حقائق کو نہیں پہنچا سکا جو میرے علم میں تھے لیکن حدیث نبوی ہے ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان ''یعنی وطن کے ساتھ محبت ایمان کا حصہ ہے،چنانچہ آپ کے لئے میرے دل میں جو محبت کے جذبات ہیں وہ مجھے ان فرائض کو نہ صرف فراموش نہیں ہونے دیتے بلکہ اس فرض کی ادائگی میں دیر ہونے کی وجہ سے غم وفکر میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔اب خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے یہ پیغام پہنچانے کا موقع میسر آ گیا ہے۔میرا دل مطمئن ہے اور اس کے لئے میں خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ نہایت اہم موقع عطا فرمایا۔دوسرے میں امید رکھتا ہوں کہ میرے آباء واجداد کے ملک سے تعلق رکھنے والے میرے بہن بھائی میرے جذبات محبت کو نظر انداز نہیں کریں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول اور اسکی محبت کو پانے کی خاطر ،تا وہ دونوں جہانوں کی ترقیات اور برکات سے حصہ پاویں، میرے اس پیغام کو سنجیدگی اور غیر جانبداری اور تحقیقی نگاہ سے دیکھیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو غور وفکر کے ساتھ ان باتوں پر توجہ دینے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

10.Islam Among Religions

اسلام اور دیگر مذاہب:۔

یہ خاکسار محمد عثمان چو چنگ شی کی تصنیف ہے جس میں مختلف مذاہب کا موازنہ پیش فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو بنی نوع انسان کی ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے

❁......قرآن کریم ہی خدائے واحد کا کلام ہے۔

❁......آنحضرت ﷺ ہی وہ نبی ہیں جو ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔

❁......قرآن کریم اور اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا۔آپ کی صداقت کے دلائل بھی بڑے عمدہ طریق سے پیش کئے گئے ہیں۔

11.Positive and Negative Reviews of our Chinese translation and commentry of The Holy Quran including the views of the editor.

اس کتاب میں قرآن کریم کے چینی ترجمہ کے متعلق چینی علماء ، صحافیوں، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تبصرے درج کئے ہیں اسی طرح بعض منفی تبصروں کے رد میں دلائل دئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ہمارا چینی ترجمہ اور تفسیر ہی مستند اور صحیح ہے۔

12. The essence of Islam.

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے لیکچر ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' کو مدنظر رکھ کر یہ کتاب چینی زبان میں تیار کی گئی ہے۔اس میں مذہب کی چار اغراض کا ذکر ہے۔یعنی اسلام میں خدا کا تصور ، اخلاق،اسلام کے معاشرتی پہلو اور حیاۃ بعد الموت وغیرہ۔آخر میں ان چینی مکاتب فکر کا ذکر کیا گیا ہے۔جن کی تعلیم اسلامی تعلیم سے قریب ہے۔علاوہ ازیں درج ذیل فولڈرز اس وقت تک طبع ہو چکے ہیں:

1.What is Islam
2.Brief introduction of Islam
3.Ahmad ---The Promised Messiah
4.Was Jesus God or Son of God
5.Jesus in the Holy Quran
6.Deliverance of Jesus Christ from the cross
7.Why I believe in Islam

❁ حضور انور کے ارشاد پر مختلف ممالک کے مشنز کو سرکلر بجھوایا گیا کہ وہ اپنے ملک میں چینیوں کو تبلیغ کے لئے چینی ڈیسک قائم کریں جو مرکزی چینی ڈیسک کی زیر نگرانی اسی طریق پر اپنے ملک میں چینیوں میں تبلیغ کے پروگرام بنائیں۔

حضور رحمہ اللہ کے عہد سعادت میں چینی زبان میں لٹریچر پر جو کام ہوا اس کا اندازہ ذیل کی فہرست سے بھی ہو سکتا ہے۔ان سب کتب کے تراجم چینی زبان میں ہو چکے ہیں اور ان پر نظر ثانی وغیرہ کا کام ہو رہا ہے۔

1.Murder in the name of Allah
2.Islam's responce to contemporary issues
3.Jesus in India
4.Elementry study of Islam
5.Muslim prayer
6.Ahmad-the Promsed Messiah
7.Promised Messiah has come
8.Institution of Khilafat
9.Consumption of pork
10. Five volume commentary (of the Holy Quran)

اس میں سے دو جلدوں کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

11.Distinctive Features of Islam
12.Revival of Religion

❁ چینی زبان میں حسب ذیل لٹریچر جماعت کی آفیشل ویب سائٹ www.alislam.org پر ڈال دیا گیا ہے۔

1.Holy Quran (Sura Fatiha and Baqara with commentry)
2.Slected Ahadith
3.The Philosophy of the teachings of Islam
4.Essence of Islam
5.Revelation-its nature and characteristics
6.Catalogue of Chinese books
7.Six folders
8.Four questions of Sirajuddin, a christian answered.

چینی زبان کا وہ مواد جو MTA کے لئے ریکارڈ کیا گیا۔اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱)قرآن کریم مکمل چینی ترجمہ ۔آڈیو
۲)قرآن کریم متن اور چینی ترجمہ کی تصویر کے ساتھ (سورہ فاتحہ اور بقرہ کا کچھ حصہ)
۳)قرآن کریم عربی مع چینی ترجمہ قاری کی تصویر کے ساتھ (سورہ نساء جاری تھی)
۴)منتخب آیات
۵)منتخب احادیث
۶)اسلامی اصول کی فلاسفی
(از حضرت اقدس مسیح موعودؑ)
۷)سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
(از حضرت اقدس مسیح موعودؑ)
۸)وحی کی حقیقت۔
حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب سے اقتباس
۹)عدل۔احسان اور ایتاء ذی القربیٰ
(از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)
۱۰)میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں۔

11.With love to Chinese brothers
12.Essence of Islam
13.Positive and negetive reviews of our translation of the Holy Quran and views of the editor.

❁ چینی کلاس MTA

اس وقت تک نصف نصف گھنٹہ کی کل ۳۵۱ کلاسیں ریکارڈ ہو چکی ہیں۔اس میں ۲۵۰ براڈ کاسٹ ہو چکی ہیں ۔چونکہ بقیہ ریکارڈنگ ۲۰۰۴ء تک کے لئے کافی تھی اس لئے حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر سر دست یہ کلاس بند کر دی گئی۔

❁ حضور انور رحمہ اللہ کی ہدایت پر خاکسار چینیوں کے لئے ایک مضمون تیار کر رہا ہے جسمیں بیان کیا جائے گا کہ اخلاق کو کس طرح ترقی دی جا سکتی ہے۔

چینی ترجمہ قرآن کریم و چینی لٹریچر کی مقبولیت اور غیروں کی آراء

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہمارے چینی ترجمہ قرآن کریم و دیگر لٹریچر کا سعید فطرت لوگوں پر غیر معمولی نیک اثر پیدا ہو رہا ہے۔اور اندر ہی اندر دلوں میں پاک تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔کئی ایک افراد و اداروں کی طرف سے ہمارے ترجمہ قرآن کریم و لٹریچر سے متعلق بہت حوصلہ افزا خطوط و تبصرے موصول ہو رہے ہیں۔ذیل میں نمونۃً صرف دو خطوط پیش ہیں۔

قرآن کریم کے بارہ میں چین سے ایک مسلمان جناب صالح وانگ (چینی زبان کے ایک ریٹائرڈ استاد) لکھتے ہیں:

’’پیارے قابل احترام دوست چو چنگ شی

چینی اخبار سے یہ علم ہوا تھا کہ ایک سمندر پار چینی کی تیس سالہ محنت سے چار برس میں ترجمہ قرآن پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے نیز یہ بھی علم ہوا کہ ترجمہ بہت عام فہم، رواں اور سنجیدہ ہے اور ایک اعلیٰ ترجمہ ہے نیز علمی لحاظ سے اس پایہ کی علمی کتاب بہت کم پائی جاتی ہے چنانچہ مجھے شدید خواہش تھی کہ میں اسے پڑھ سکوں لیکن یہ سمندر پار شائع ہوا تھا، اپنے ملک میں دستیاب نہیں تھا اور نہ ہی خریدا جاسکتا تھا۔

خدا کا شکر ہے کہ میں نے کچھ ہی عرصہ قبل Suzhou کی ایک مسجد میں ایک بزرگ Ba Shang Xiang کے پاس یہ ترجمہ پایا اور اسی وقت ان سے عاریۃً لے کر مطالعہ شروع کیا اور اس پر غور و فکر کیا۔ میرے پاس امام وانگ کا ترجمہ وتفسیر بھی ہے اور پروفیسر ماجنگ کا ترجمہ قرآن بھی۔ شمس الدین کا ترجمہ وتفسیر بھی اور پروفیسر سونگ لِن کا منظوم ترجمہ بھی۔ یہ سب تراجم خوبیوں کے حامل ہیں۔ لیکن آپ کے ترجمہ کی منفرد اور زائد خصوصیت ہر سورت کا تعارف اور فٹ نوٹس کی موجودگی ہے۔ تعارف میں آپ نے سورۃ کی وجہ تسمیہ، جائے نزول، وقت نزول، سیاق و سباق کے حوالہ سے تعارف اور بیان ہونے والے مضمون کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ اس طرح فٹ نوٹس میں مواد وافر، سیر حاصل اور عمیق ہے نیز عربی الفاظ کا ترجمہ اور تشریح بھی ہے اور اسی طرح بعض فقرات کی تشریح بھی۔ نیز آیات کی وجہ نزول اور تاریخی شخصیات کا تعارف بھی شامل ہے۔ اسی طرح عیسائیت اور یہودیت کو سامنے رکھ کر موازنہ مذاہب بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر ٹھوس، جامع اور عملی زندگی سے گہرا ربط رکھتی ہے۔ مثلاً سورہ لہب کی تشریح میں یورپ کے دو گروہوں کا ذکر قاری کے لئے ایک گہرا انکشاف ہے اور بہت حوصلہ افزا بھی۔ آپ کے ترجمہ کی ترتیب اعلیٰ ہے نیز Cross Refrence بھی دیئے گئے ہیں اور مختلف مضامین پر مشتمل انڈیکس بھی موجود ہے۔ بلا شبہ یہ ترتیب ایک مکمل ترتیب ہے جس سے قارئین کو بہت سی سہولیات اور فوائد ملتے ہیں اور جس کے پاس بھی آنکھ ہو وہ اسے دیکھ سکتا ہے۔

❁ ایک دینی ادارہ کے مسلمان طالب علم مالن چیے، نے خاکسار کو ایک خط میں تحریر کیا کہ۔

’’مجھے تو یہ خیال بھی نہ تھا کہ بہت سی ایسی قیمتی کتب کا تحفہ آپ مجھے ارسال کریں گے جسکی اپنے قلب و ذہن کو سیراب کرنے کے لئے شب و روز مجھے تلاش تھی۔ چنانچہ جب مجھے یہ ملا تو میں ایک اچانک خوشی سے سرشار ہو کر، الحمدللہ، کہنے لگا، اور مجھے احساس ہوا گویا صحرانوردی میں کوئی لالہ زار مل جائے یا کسی پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے کے لئے نوکیلے پتھروں میں سے کوئی صاف راستہ مل جائے، پس میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔

ہر ایک دل جو اخلاص سے خالی ہو وہ سچائی کو قبول نہیں کرسکتا اور ہر وہ آنکھ جس میں وسعت نظر نہ ہو وہ پس پردہ صداقت سے نا آشنا رہتی ہے، آخر سچائی کی روشنی نے میرے دماغ کا در وا کر دیا ہے اور اب مجھے تن تنہا یخ بستہ موسم میں کھڑے ہوتے ہوئے بھی خوشگوار گرمی کا احساس ہونے لگا ہے۔

آپ کے لٹریچر سے مجھے صداقت کی وہ معرفت حاصل ہوئی ہے جس سے میرا باطن احساس کمتری اور گمراہی کی پریشانی سے پاک ہو رہا ہے گویا مجھے ایک ایسا سورج مل گیا ہے جس کے نور نے مجھے یہ فراست عطا کی ہے جس سے مجھے اپنے مقصد حیات یعنی صراط مستقیم سے بھٹکانے والے بتوں کا علم ہو جائے گا۔ اب میں تنہا نہیں ہوں بلکہ آپ میرے بزرگ ہیں، دوست اور شناسا ہیں، بھائی ہیں جو مشکل مراحل پر میری راہنمائی کریں گے۔ جو کتاب آپ نے مجھے ارسال کی ہے یہ وہ نور صداقت ہے جو چین میں نور افشانی کرے گا اور اس ضیاء پاشی کو اب کوئی روک نہیں سکے گا اور یہ ایک ایسا مصفا چشمہ ہے جو چینی عوام کے قلوب کو سیراب کرے گا اور ہر ایک ایسی روح کو جو خشک ہو کر مرجھا چکی ہو گی، دوبارہ تروتازہ کر دے گی۔

امر واقعہ یہی ہے کہ آج کا نوجوان جس روحانی تشنگی اور بھوک کا شکار ہے، وہ اب ناقابل برداشت ہو چکی ہے اور جب بیابان میں سفر کرتے ہوئے اچانک مصفا پانی مل جائے تو اس دم حاصل ہونے والی مسرت کا اظہار بھی مشکل ہوتا ہے۔ میرے والد نے مجھے خط میں یوں لکھا ہے ’’میں اس وقت پریشان ہوں۔ تم میری طرف سے میرے محترم روحانی بھائی عثمان کو سلام پہنچا دو۔ ان کا لٹریچر بادل کی اس گرج کی مانند ہے جس نے سارے چین کو لرزہ براندام کر دیا ہے اور یہ قلوب کے لئے ایک ایسی تیز ہوا کی طرح ہے جو پانی میں لہریں پیدا کر دیتی ہے۔ آپکا قرآن کریم سے متعلق جو وسیع علم ہے اور پھر اسکے بیان میں جو سلاست ہے وہ آج کے دور میں مفقود نظر آتی ہے۔ اس لئے دراصل آپ نے ہمیں محض کتابیں ہی ارسال نہیں کی ہیں۔۔۔۔ اور اس پر ہم پدرو پسر کس طرح اپنے رب کا شکریہ ادا کریں اور کس طرح آپ کے بھی مشکور ہوں۔

خدا کی تقدیر نہایت عجیب ہے، گو ہمارے درمیان فاصلہ طویل ہے لیکن ہمارے دل بہت قریب ہیں، محض اس لئے کہ ہم ایک خدائے عظیم پر ایمان رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ ہم خدا کی راہ میں مزید قربت حاصل کریں گے۔ آپ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر میری روحانی نشوونما کریں، امداد کا ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں اسلام کا ایک مضبوط سپاہی بن جاؤں اور اپنے خون جگر سے چینی بھائیوں میں روحانی بیداری پیدا کر سکوں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ذاتی توجہ، محنت اور دعاؤں کے نتیجہ میں چینیوں کو حقیقی اسلام سے روشناس کرانے کے لئے جو عظیم الشان کام ہوا اور ہو رہا ہے یہ اس کی چند جھلکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور رحمہ اللہ کو اپنی رضا کی جنتوں میں بلند مقامات عطا فرمائے اور اشاعت اسلام کے جو منصوبے آپ نے جاری فرمائے تھے ان میں بے انتہا برکت ڈالے اور اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد لائے جب چینی قوم بھی فوج در فوج احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو۔ آمین

❁❁..........❁❁

نماز جنازہ

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے ۶/جون ۲۰۰۳ء اور ۲۰/جون ۲۰۰۳ء کے شماروں میں نماز جنازہ کے جو اعلان شائع ہوئے ان میں کمپوزنگ کے دوران بعض کوائف غلط شائع ہو گئے تھے۔ ادارہ اس کے لئے معذرت خواہ ہے۔ ذیل میں متعلقہ حصے درستی کے بعد دوبارہ شائع کئے جا رہے ہیں۔ ادارہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۳۰/اپریل ۲۰۰۳ء بروز بدھ مسجد فضل لندن کے احاطہ میں ایک بجے بعد دوپہر دو افراد کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

پہلا جنازہ حاضر **مکرمہ امینہ بیگم صاحبہ کا تھا جو مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب مربی سلسلہ کی** اہلیہ تھیں اور حضرت منشی کرم علی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں جو مورخہ ۲۸/اپریل بروز سوموار بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ نہایت مخلص اور دعا گو خاتون تھیں اور موصیہ تھیں۔ جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔

مرحومہ مکرم مہاشہ نصیر احمد ظفر صاحب اور مکرم مہاشہ محمد احمد صاحب اور مکرمہ ثریا غازی صاحبہ آف کرائیڈن کی والدہ تھیں۔

دوسرا جنازہ **مکرمہ نصرت افزاء بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب آف ملٹن کینز** کا تھا جو مورخہ ۲۷/اپریل بروز اتوار وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔

نماز جنازہ غائب

اس موقعہ پر **مکرمہ استانی صادقہ خاتون صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل جٹؓ** نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔ آپ مورخہ ۱۵/اپریل ۲۰۰۳ء کو قادیان میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ نہایت مخلص، وفا شعار اور دعا گو خاتون تھیں۔ چالیس سال تک صدر لجنہ قادیان منتخب ہوتی رہیں۔ ۴۵ سال تک نائب صدر لجنہ بھارت اور ۲۸ سال نصرت گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹرس کے طور پر خدمات بجا لانے کی توفیق بھی پائی۔ ان کے صاحبزادے مکرم سعادت احمد صاحب جاوید آج کل قادیان میں ایڈیشنل ناظر امور خارجہ کے طور پر خدمات بجا لا رہے ہیں۔

پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

❁❁❁❁

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۴/مئی ۲۰۰۳ء کو مسجد فضل لندن میں قبل از نماز ظہر **مکرمہ سہیلہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد ظفر صاحب آف ناربری لندن** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ ۱۲/مئی ۲۰۰۳ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئی تھیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ مکرم مہاشہ محمد عمر مرحوم مربی سلسلہ کی بہو اور مکرم ڈاکٹر محمد حسن خان صاحب آف لاہور کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ لوکل جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کرتی رہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل احباب کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی۔

❁❁❁❁

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۹/مئی ۲۰۰۳ء بروز جمعرات مسجد فضل لندن کے احاطہ میں دوپہر قریباً بارہ بجے **محترمہ ثمینہ نورین صاحبہ اہلیہ مکرم ارشد خان صاحب آف آکسفورڈ** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ ۲۶/مئی کو بعمر ۴۷ سال بقضائے الٰہی وفات پا گئی تھیں۔

مرحومہ مخلص، دعا گو خاتون تھیں اور لجنہ اماء اللہ آکسفورڈ کی سرگرم رکن تھیں۔ مختلف عہدوں پر جماعت میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی **محترمہ الحاجہ زاہدہ بانو بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عبدالرحیم صاحب رائچوری حیدرآباد انڈیا کی نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی۔ مرحومہ بقضائے الٰہی ۵/مئی ۲۰۰۳ء کو بعمر ۸۸ سال وفات پا گئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، سادہ طبیعت، نیک دل خاتون تھیں۔ آپ ۱/۳ حصہ کی موصیہ تھیں۔ مالی قربانی میں نمایاں تھیں۔ لجنہ میں مختلف حیثیتوں میں تادم واپسیں خدمت کی توفیق پائی۔ تدفین مقبرہ بہشتی قادیان میں ہوئی۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور دو بیٹیاں اور ۲۰ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم عبدالرشید صاحب حیدرآبادی (نارتھ لندن) کی والدہ تھیں۔

❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مکرمہ سلمٰی بیگم صاحبہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۰/جنوری ۲۰۰۳ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب اپنی اہلیہ محترمہ سلمٰی بیگم صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ میرے چچا محترم سردار عبدالحمید صاحبؓ کی بیٹی تھیں۔ انہوں نے تربیت کی خاطر لمبا عرصہ بچوں کو قادیان میں رکھا۔ آپ ۱۹۴۵ء میں میرے عقد میں آئیں جبکہ خاکسار ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم تھا۔ ۱۹۵۰ء میں میرے ارادہ وقف زندگی پر انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور یہ عہد زندگی بھر نبھا کر ۱۴/جون ۲۰۰۱ء کو وفات پائی۔

آپ کو قرآن کریم سے بڑا لگاؤ تھا۔ بچوں کی دنیوی تعلیم کے لئے اتنا فکرمند نہ رہیں جتنا دینی تعلیم اور قرآن مجید کی تعلیم کے لئے فکرمند رہیں۔ ہر وقت دعا کی طرف توجہ رہتی۔ مجھے اکثر جماعتی دوروں پر یا کسی سفر کے لئے ربوہ سے باہر جانا ہوتا تو سب اہل خانہ کو جمع کرکے اجتماعی دعا کرواتیں اور پھر مجھے رخصت کرتیں۔ کئی بار ابتلاء آیا لیکن ثابت قدم رہیں۔ ایک بار غلط فہمی سے دفتر کی ہزاروں روپے کی رقم میرے ذمہ نکل آئی تو آپ نے اپنا سارا زیور جمع کروادیا۔ بعد میں کمیشن کی تحقیقات کے نتیجہ میں صورتحال واضح ہوئی تو زیور آپ کو واپس مل گیا۔ آپ نے اپنے ایک بیٹے مکرم ظفر احمد سرور صاحب کو جامعہ میں داخل کروایا اور قدم قدم پر اُس کی ہمت بندھاتی رہیں۔

۱۹۵۱ء میں میرے والد محترم حافظ عبدالعزیز صاحب کی وفات کے بعد میرے خاندان کے چار افراد میرے پاس ربوہ آگئے۔ میرا قیام ایک کوارٹر میں تھا، الاؤنس محدود تھا، چار بچے بھی تھے۔ اس طرح دس افراد کی کفالت کی ذمہ داری مجھ پر آگئی لیکن آپ نے کبھی شکایت نہیں کی اور ہر قسم کی تنگی بطیب خاطر برداشت کی۔ جب مَیں نے وقف کیا تو میری آمد ۳۰۰ روپے سے یکدم ۹۰ روپے پر آگئی۔ آپ نے کبھی اس کا شکوہ نہ کیا بلکہ بعض غیرضروری اخراجات فوراً بند کردیئے۔ مثلاً ہم پان کھایا کرتے تھے اور کچھ اخبارات و رسائل لگوائے ہوئے تھے نیز کھانے کے اخراجات بھی بہت کم کردیئے۔

آپ کھانا کچھ زائد پکایا کرتی تھیں تاکہ کسی غریب کے کام آجائے۔ ہومیو طریق علاج سے بھی دلچسپی تھی۔ غریبوں کا بہت خیال رکھتیں۔ ایک مرتبہ ایک کارکن کو دفتری معاملہ میں مَیں نے آپ کے سامنے جھڑک دیا تو بعد میں آپ نے مجھے توجہ دلائی کہ ماتحتوں اور غریبوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آنا چاہئے۔

آپ نے بچپن میں ہی وصیت کرنے کی توفیق پائی۔ تحریک جدید میں بھی دفتر اوّل کی مجاہدہ تھیں۔ بہت صابر و شاکر تھیں۔ آپ کے آخری دس سال بستر علالت پر گزرے۔ گویائی بھی ختم ہوگئی تھی لیکن کبھی اشارۃً بھی شکوہ نہیں کیا۔

محترم شہاب الدین صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۱/مارچ ۲۰۰۳ء میں مکرم محمد الدین صاحب اپنے سسر محترم شہاب الدین صاحب آف پیرو چک کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کی بیٹی سے اپنی شادی سے قبل ہی مَیں آپ کو ایک جنونی داعی الی اللہ کے طور پر جانتا تھا۔ شادی کے بعد آپ کی قبولیت دعا کے بے شمار واقعات کا گواہ بنا۔ قیام پاکستان کے وقت گورداسپور میں پولیس کا ملازم تھا۔ پھر میرا تبادلہ سیالکوٹ میں ہوگیا۔ خود مَیں اپنے خاندان میں اکیلا احمدی تھا اس لئے شادی کے بعد آپ کے مکان کے ایک حصہ میں ہی رہائش رکھی۔

آپ بہت عبادت گزار، تہجد گزار اور صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔ ۱۹۵۳ء میں جب احمدیت کے خلاف تحریک زوروں پر تھی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور ایک قریبی احمدی گھرانہ کو بلایا اور بتایا کہ آپ نے ایک فوجی گاڑی کو دیکھا ہے جو گھر میں آگئی ہے اور اس میں سے چند فوجی افسر اتر کر کہتے ہیں کہ آپ بے فکر ہوجائیں کیونکہ اس گھر کی حفاظت کے لئے ہماری ڈیوٹی لگ گئی ہے۔ اُس سے اگلے روز ہی مارشل لاء لگ گیا۔

ایک بار آپ کا چھوٹا بیٹا نذیر احمد بچپن میں اتنا بیمار ہوا کہ اُس کا آخری وقت سمجھ کر عورتیں بھی اکٹھی ہوگئیں۔ آپ مسجد جاکر نفل پڑھنے میں مصروف ہوگئے تو کشفاً آپ کو بتایا گیا کہ وہ زندہ رہے گا اور پھلے پھولے گا۔ چنانچہ آپ واپس آئے اور عورتوں کو یہ بات بتائی۔ وہ سمجھیں کہ شاید آپ تسلّی دینے کیلئے ایسا کہہ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور وہی لڑکا بڑا ہوکر برسر روزگار، صاحب اولاد ہوا اور جماعتی خدمات کی بھی توفیق پاتا رہا۔

ایک بار گوجرانوالہ سے ایک احمدی نوجوان سیالکوٹ آیا اور مسجد میں حضرت بابو قاسم الدین صاحبؓ امیر ضلع سیالکوٹ سے دعا کی درخواست کی کہ وہ اپنی نوکری کے انٹرویو کے لئے آیا ہے اور بہت مجبور اور خستہ حال ہے۔ انہوں نے دعا کا وعدہ کیا اور آپ (شہاب الدین صاحب) کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ان سے بھی دعا کیلئے کہو۔ آپ نے بھی دعا کا وعدہ کیا۔ اگلے روز ظہر کی نماز کے وقت آپ نے اُس نوجوان کو کچھ پیسے دیئے کہ بازار سے سوگی لاکر نمازیوں میں تقسیم کردو۔ اُس نے سوگی لاکر آپکو دی کہ تقسیم کردیں۔ فرمایا کہ مَیں نے تمہیں تقسیم کرتے دیکھا ہے اور یہ کہ کوئی اَور کامیاب ہویا نہ ہو، تم ضرور ہوجاؤ گے۔ چنانچہ وہ سوگی تقسیم کرکے انٹرویو پر چلا گیا اور عصر کی نماز پر اُس نے بتایا کہ صرف وہی کامیاب قرار پایا ہے اور باقی سب امیدواروں کو اگلی تاریخ پر بلانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک بیٹی ہوکر فوت ہوگئی اور پھر عرصہ تک کوئی بچہ نہ ہوا۔ میری بیوی کہتی تھی کہ مجھے کوئی بچہ لادو، مَیں اُس کو پال لوں گی۔ جب آپ کو علم ہوا تو فرمایا کہ ایک تو نماز میں کبھی سستی نہ کرنا اور دوسرا حسب توفیق چندہ ضرور دیا کرو اور خدا تعالیٰ سے مایوس نہیں ہونا، مَیں نے اس گھر میں چار بچے، دو لڑکے اور دو لڑکیاں کھیلتے دیکھے ہیں۔ اس کے بعد خدا کے فضل سے ہمارے ہاں دو بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے جو خدا کے فضل سے سب بچوں والے ہیں۔

محترم سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸/مارچ ۲۰۰۳ء میں مکرم سیّد حمیداللہ نصرت پاشا صاحب اپنے والد محترم سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب کا تفصیلی ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ۱۹۲۳ء میں بیجاپور کے ایک مذہبی سنی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید صاحب حسینی تھا۔ پاشاؔ ایک لقب تھا جو اجداد کو ملا لیکن پھر نام کا حصہ بن گیا۔ آپ کے جداعلیٰ ایران سے ہجرت کرکے ہندوستان آئے تھے۔

بچپن سے ہی آپ اندھی تقلید کی بجائے منطقی تحقیق کے قائل تھے چنانچہ آپ کے والد کو یہ خوف لاحق رہتا تھا کہ کہیں آپ بے دین نہ ہوجائیں۔ جب آپ نے احمدیت قبول کی تو آپ کے والد نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ دین کے معاملات میں منطقی فکر رکھنے والے یا تو احمدی ہوجاتے ہیں یا دہریہ؟۔ آپ نے جواب دیا کہ جنہیں ایمان نصیب ہوجائے وہ احمدی ہوجاتے ہیں اور جنہیں نصیب نہ ہو وہ دہریہ ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ مروجہ عقائد کو خلاف عقل پاتے ہیں۔

آپ نے بچپن سے ہی دعا کو حصول مراد کے علاوہ حصول راہنمائی کے لئے ایک مجرب نسخہ پایا۔ دعا کے نتیجہ میں زندگی کے معاملات میں اللہ تعالیٰ نے بارہا آپ کی راہنمائی فرمائی۔ احمدیت بھی ایک خواب کے نتیجہ میں قبول کی۔ ۱۹۵۱ء میں حکومت نے اقتصادیات میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے آپ کو امریکہ بھجوایا تو وہاں مربی سلسلہ محترم خلیل احمد ناصر صاحب سے رابطہ ہوا۔ امریکہ میں اسلام کا دفاع کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام سے بھرپور استفادہ کیا حالانکہ آپ احمدی نہیں تھے۔ ایک پادری کے ساتھ بھی آپ کا مناظرہ ۱۹۵۳ء میں آسٹن کے YMCA ہال میں منعقد ہوا جس میں فتح کے بعد آپ نے سوچا کہ اسلام کی فتح حضرت مرزا صاحب کے بغیر ممکن نہیں۔ چنانچہ آپ نے حضورؑ کے ایک اشتہار میں بیان کردہ طریق کے مطابق استخارہ شروع کیا تو چند ہی دن میں شرح صدر ہوگیا اور ستمبر ۱۹۵۳ء میں آپ نے بیعت کرلی اور پھر تبلیغ میں بہت مستعد رہے۔ اپنے والد، بھائی بہنوں اور عزیزوں کو بھی خطوط لکھے۔ سخت ردّعمل ہوا لیکن آپ نے صبر اور حوصلہ سے تمام حالات کا سامنا کیا۔ ۱۹۵۳ء میں ہی نظام وصیت میں بھی شامل ہوگئے۔

اقتصادیات میں M.Sc کرکے امریکہ سے پاکستان واپسی سے قبل ہی سرکاری اداروں میں آپ کے قبول احمدیت کی اطلاع ہوچکی تھی۔ چنانچہ پاکستان آکر نو ماہ تک آپ کا نہ تقرر کیا گیا نہ کوئی تنخواہ ملی۔ ایک روز آپ نے نماز کے دوران اپنی تقرری کا خط دیکھا جس پر تاریخ بھی درج تھی۔ اُسی تاریخ کو آپ کو خط جاری ہوا جس کا مضمون آپ کو دکھایا جاچکا تھا۔ ۵/نومبر ۱۹۶۱ء میں آپ کی شادی مکرمہ سیدہ امۃالرفیق صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ سے ہوئی۔ ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۰ء تک آپ دوبارہ امریکہ مقیم رہے اور ایگریکلچر اکنامکس میں M.Sc کی۔ اس دوران بھی کئی چرچوں میں تبلیغی لیکچر دیتے رہے۔

قرآن کریم کا مطالعہ غور سے کرتے اور حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کا بار بار مطالعہ کرتے۔ اکثر رات دو بجے بیدار ہوجاتے اور فجر تک نماز اور مطالعہ میں مصروف رہتے۔ کہتے کہ میرا دمہ بڑا مبارک مرض ہے، یہ مجھے تہجد کے لئے جگا دیتا ہے۔ گھر میں نماز باجماعت کا اہتمام کرتے اور بہت دلنشیں تلاوت کرتے۔ اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ بہت حسن سلوک رکھتے۔ ہماری دلچسپیوں میں دلچسپی لیتے اور گھر میں تبادلہ خیالات کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے۔

مختلف اوقات میں قائد ضلع و علاقہ حیدرآباد، قائد ضلع لاہور، سیکرٹری اصلاحی کمیٹی کراچی، سیکرٹری تعلیم القرآن کراچی، رکن مرکزی صدسالہ جوبلی سٹینڈنگ کمیٹی اور ڈائریکٹر ناصر فاؤنڈیشن کی حیثیت سے خدمت کی لیکن جو پہلو ہر چیز پر حاوی رہا وہ دعوت الی اللہ کا جنون تھا۔ حتی کہ مرض الموت میں بھی عیادت مندوں اور ڈاکٹروں کو تبلیغ کرتے رہتے۔

آپ کو ایک رؤیا میں بتایا گیا تھا کہ آپ کی وفات خلافت رابعہ میں ہوگی۔ اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنی اہلیہ سے کہا: "جو ہوگا عید سے پہلے ہوگا"۔ چنانچہ ۱۴/نومبر ۲۰۰۲ء (بمطابق ۸/رمضان المبارک) وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 Friday, August 22, 2003 Issue No. 34

جماعت احمدیہ بلجیم کے
گیارھویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

مختلف دینی موضوعات پر تقاریر۔
زیر تبلیغ افراد کے ساتھ مجالس سوال وجواب

(مرتبہ: نصیر احمد شاھد۔ مبلغ سلسلہ بلجیم)

جماعت احمدیہ بلجیم کا گیارھواں جلسہ سالانہ مؤرخہ ۲۷۔۲۸ اور ۲۹ جون ۲۰۰۳ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار مرکزی مشن ہاؤس بیت السلام میں بخیر وخوبی منعقد ہوا۔ الحمدللہ۔ اس جلسہ میں مرکزی مہمانوں کے طور پر مکرم ہبۃ النور فرہاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ اور مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی اور بطور مہمان مقرر کے مکرم نعیم احمد صاحب وڑائچ مبلغ انچارج ہالینڈ شریک ہوئے۔

امسال جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کو تین شعبوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر شعبہ کا الگ الگ افسر مقرر کیا گیا۔ یعنی افسر جلسہ سالانہ، افسر جلسہ گاہ اور افسر خدمتِ خلق۔ اور ہر شعبہ سے متعلق نظامتوں کو اس کے ماتحت منسلک کر دیا گیا۔

مسال افسر جلسہ سالانہ مکرم اعجاز احمد صاحب، افسر خدمتِ خلق مکرم مقصود الرحمان صاحب مقرر کئے گئے اور خاکسار نصیر احمد شاہد کو حسبِ سابق بطور افسر جلسہ گاہ خدمت کا موقعہ ملا۔

جلسہ سے قبل وقارِ عمل کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ بیرون از برسلز مختلف جماعتوں کے خدام اس کے لئے آتے رہے۔ ۲۵/ جون بروز بدھ مارکیز لگا دی گئیں۔ اور جمعہ تک مختلف شعبہ جات کے ناظمین اور ان کے معاونین کام کرتے رہے۔ یوں جمعہ کے وقت تک تقریباً سب انتظامات مکمل ہو گئے تھے۔ لوکل جمعہ مکرم حیدر علی صاحب ظفر نے پڑھایا۔ اس کے بعد شرکاء جلسہ نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ لندن سے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست سنا۔

افتتاحی اجلاس

چار بجے سہ پہر پرچم کشائی کے بعد مکرم امیر صاحب ہالینڈ کی صدارت میں تلاوتِ قرآنِ کریم سے اِس اِجلاس کی کارروائی شروع ہوئی جو برادرم رائے مظہر احمد نے کی۔ پھر برادرم عبدالباسط نے حضرت مسیحِ موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب بلجیم نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ دعا کے بعد خاکسار نے 'نظامِ خلافت پر اعتراضات کے جوابات' کے موضوع پر تقریر کی۔

دیگر اجلاسات

جلسہ کے کل پانچ اجلاسات ہوئے اور دس تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ میں اکثر تقاریر خلافت کے موضوع سے متعلق تھیں۔ اور اِسی مناسبت سے سٹیج کے لئے بڑا بینر بنایا گیا تھا۔

ہفتہ کے روز دو اجلاس ہوئے اور ان میں چار تقاریر ہوئیں۔ پہلے اجلاس میں مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب اور مکرم مقصود الرحمان صاحب نے بالترتیب ''جماعت احمدیہ پر اعتراضات کے جوابات'' اور ''سیرت حضرت ابو بکر صدیق ؓ'' پر تقاریر کیں۔ دوسرے اجلاس میں ''قیامِ صلوٰۃ'' اور ''تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت اور برکات'' پر مکرم نعیم احمد صاحب وڑائچ مبلغ سلسلہ ہالینڈ اور مکرم نعیم احمد صاحب شاہین نے تقاریر کیں۔

بروز اتوار پہلے اجلاس میں ''سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ'' پر مکرم منیر احمد صاحب بھٹی نے تقریر کی۔ مکرم اعجاز احمد صاحب نے بعنوان ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے کارنامے'' تقریر کی۔

تبلیغی مجالس

دوران جلسہ اردو، ڈچ اور فرنچ میں تبلیغی مجالس ہوئیں۔ ہر مجلس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوتا رہا۔ اس کے بعد متعلقہ زبان میں مختصر تعارفی تقریر ہوتی تھی اور پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔

اردو تبلیغی مجلس میں تلاوت کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف مختصراً بیان کیا۔ سوالات کے جوابات مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی، مکرم نعیم احمد صاحب وڑائچ مبلغ انچارج ہالینڈ اور خاکسار نے دئے۔ اس مجلس میں پاکستانی انڈین اور نیپالی مہمان شامل ہوئے تھے۔

ڈچ تبلیغی مجلس میں تلاوت کے بعد برادرم حنیف صاحب آف ہالینڈ نے تعارفی تقریر کی اور سوالوں کے جوابات مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے دئے۔ خاکسار نے بھی بعض مواقع پر انگریزی میں بعض باتوں کی وضاحت کی جسے محترم امیر صاحب نے ڈچ زبان میں مہمانوں کے لئے بیان کیا۔ اس پروگرام میں ہمارے علاقہ دلبیک کے میئر بھی شریک ہوئے اور آخر میں موصوف نے جماعت کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا۔

فرنچ تبلیغی مجلس بھی تلاوت قرآنِ کریم سے شروع ہوئی۔ خاکسار نے بعض مسائل کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان کیا۔ اس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا اور مہمانوں کے سوالات کے جوابات دئے گئے۔

مجلسِ سوال وجواب

احبابِ جماعت کے لئے اردو میں ایک مجلسِ سوال و جواب منعقد کی گئی۔ اِس مجلس میں سوالوں کے جوابات محترم حیدر علی صاحب ظفر، محترم نعیم احمد صاحب وڑائچ اور خاکسار نے دئے۔ نماز با جماعت کے علاوہ نمازِ تہجد بھی ہوتی رہی اور نمازِ فجر کے بعد دونوں روز درسِ حدیث ہوتا رہا۔

اختتامی اجلاس

بروز اتوار تین بجے سہ پہر بصدارت مکرم امیر صاحب بلجیم اختتامی اجلاس کی کارروائی تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوئی جو برادرم مبرور احمد خان نے پیش کی۔ بعد ازاں برادرم رائے مظہر احمد نے حضرت مسیحِ موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا۔ اس کے بعد محترم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی نے ''اطاعتِ خلافت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم ہبۃ النور فرہاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

اختتامی دعا سے قبل مکرم امیر صاحب بلجیم نے مرکزی مہمانوں، ہالینڈ، جرمنی اور فرانس سے آنے والے مہمانوں، لوکل احبابِ جماعت اور جلسہ کے تمام کارکنان خاص طور پر لنگر خانہ اور مہمان نوازی سے متعلقہ کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد صدرِ مجلس کے ارشاد پر مکرم حیدر علی صاحب ظفر نے اختتامی دعا کرائی۔

امسال جلسہ کے تمام پروگراموں کے لئے انگریزی، ڈچ اور فرنچ میں ترجمہ کی سہولت مہیا تھی جس سے ضرورت مند احباب نے فائدہ اٹھایا۔ امسال کل حاضری ۲۶۷ رہی۔ زیرِ تبلیغ مہمانوں کی تعداد ۷۹ تھی۔

بیعت

امسال تین بیعتیں بھی ہوئیں۔ انمیں دو افغانی تھے اور ایک پرتگالی نژاد خاتون تھیں۔ الحمدللہ

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس جلسہ پر تمام شامل ہونے والوں کو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا حقیقی وارث بنائے۔ اور تمام کارکنان کی خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

طاقتوں کا مالک ہے اس نے رحم فرمایا اور ہمارے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور احمدیت کا قافلہ پھر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اس پر ہر احمدی شکر سے لبریز ہو کر سر بسجود ہوا اور اپنی وفاؤں کو انتہا تک پہنچا دیا۔ خدا کے یہ فضل رکنے والے نہیں ہیں۔ یہ فضلوں کی بارش بڑھتی چلی جائے گی۔ پس آپ لوگ اپنی وفاؤں اور دعاؤں سے اس بارش کو رکنے نہ دیں۔

حضور نے حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث کا حوالہ دیا کہ کیسے عبادت کی وجہ سے حضور کے پاؤں متورم ہو جاتے اور اگر پوچھا کہ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں تو فرمایا کہ کیا اللہ کے احسانوں پر اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ آپؐ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ حمد شکر کا سر چشمہ ہے جس نے اللہ کی حمد نہیں کی اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حمد سے شروع کیا جس میں مدح اور شکر دونوں پائے جاتے ہیں۔ تمام محامد جو عالم میں موجود ہیں وہ حقیقت میں خدا کی تعریفیں ہیں اسی کی طرف راجع ہیں، مصنوعات کے کمالات صانع کی صفات ہیں۔ وہ محسن، منعم اور جامع کمالات ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ حضور نے اس حدیث کی روشنی میں فرمایا کہ مَیں ان تمام کارکنان جلسہ سالانہ برطانیہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مہمانوں کی غیر معمولی کثرت اور موسم کی خرابی کے باوجود دن رات کام کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اللہ کا احسان ہے کہ اکثر انتظامات پہلے سے بہت بہتر تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جماعت کے اندر خلافت کی محبت قائم رکھے۔ حضور نے ایم ٹی اے کے کارکنوں کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے بڑے اعلیٰ انداز میں جلسہ سالانہ کی کارروائی کو دنیا بھر میں پہنچایا۔ حضور نے آخر پر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی اس پیاری جماعت کو ہمیشہ مسیح موعودؑ کے ساتھ باندھے رکھے اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁ …… ❁❁❁

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔